www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حدیث و سنت

شیخ الحدیث مفتی محمد عبدہ الفلاح

امام بخاریؒ اور الجامع الصحیح

حضرت مولانا مفتی محمد عبدہ الفلاح صاحب کی شخصیت جماعتی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ اکابر علماء میں سے ہیں۔ آپ نے جہاں قریباً نصف صدی وطن عزیز کے اہم جامعات و مدارس کو اپنی تدریسی خدمات سے سرفراز فرمایا وہاں آپ کی تصنیفی و تالیفی خدمات بھی ملت کے علمی سرمائے میں گرانقدر اضافے کا موجب بنیں۔ پاکستان بھر میں آپ کے فیض یافتہ علماء کی ایک بڑی تعداد دینی خدمات میں مصروف ہے۔ تدریس کے میدان میں تو آپ یگانہ روزگار شخصیت ہیں۔ دوران تعلیم مشکل سے مشکل عبارتوں اور مسائل کو عام فہم انداز میں حل کر دینا آپ کی تدریس کا امتیازی وصف رہا ہے۔ آپ معروف مدارس میں سالہا سال تک شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے ہیں۔

تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ تصنیف و تحقیق کے میدان میں آپ کے رشحاتِ فکر علم و تحقیق کے شائقین کی الجھنوں کو رفع کرنے کا باعث بنتے رہے۔ حضرت کی بڑی تصانیف میں قرآن کریم کی تفسیر موسوم باشرف الحواشی اور امام راغب کی المفردات کا اردو ترجمہ مع حواشی شامل ہیں۔ کتاب احکام الجنائز میں آپ نے مسائل جنازہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ آپ علم حدیث سے خصوصی شغف رکھتے ہیں۔ آپ کی تحریر محققانہ اسلوب میں ڈھلی ہوئی ہے۔ فن حدیث میں آپ نے گرانقدر تصنیفی خدمات بھی انجام دی ہیں جن میں مراسیل ابی داؤد کو مسند بنا کر اسکی تخریج و تحقیق بھی شامل ہے۔ موجودہ دور میں ذوق حدیث روبہ زوال ہے۔ ان حالات میں آپ جیسے استاذ علم کی نگارشات علماء و طلباء کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہیں۔

زیر نظر مضمون موصوف کا طویل و عریض مقالہ ہے جو امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری کی علمی زندگی کے تعارف اور ان کی جامع صحیح سے متعلقہ علمی مباحث کا خزانہ ہے۔ امید ہے قارئین محدث اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔ ان شاء اللہ

(ادارہ)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بروزبہ[۱] البخاری

۱۹۴ھ ---------------------- ۲۵۶ھ

ان اوراق میں ہم اولاً "امام المحدثین کی علمی زندگی کا مختصر سا خاکہ پیش کریں گے۔ اس کے بعد "الجامع الصحیح" کا تعارف، اس کی فنی اور فقہی اہمیت کو واضح کریں گے۔ فقہاء و افاضل کی نظر میں اس کی قدر و قیمت کیا ہے؟ یہ مقالہ "الجامع الصحیح" کے جملہ پہلوؤں پر حاوی ہوگا اور اس کی دراست میں علمی فوائد کو موضوعِ بحث بنایا جائے گا۔

امام بخاری کی علمی زندگی

تمام ماخذ اور مراجع اس پر متفق ہیں کہ امام بخاری ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ امام المحدثین کے والد گرامی امام اسماعیل بن ابراہیم ممتاز محدث اور صاحب اِسناد تھے انہوں نے امام مالکؒ سے حدیث کا سماع کیا حماد بن زید سے شرف روایت حاصل ہوا اور امام عبداللہ بن مبارک کے ساتھ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کی نسبت حاصل کی[۲]۔ ابن حبان کتاب الثقات میں لکھتے ہیں اور ابن ابی حاتم وراق البخاری نے بھی "کتاب شمائل البخاری" میں تصریح کی ہے:

إسماعيلُ بنُ ابراهيمَ والد البُخاريِّ يَروي عَنْ حَمادِ بْنِ زَيدٍ وَ مالكٍ وَ رَوىٰ عَنهُ العِراقيونَ

حافظ ابن حجر اس پر اضافہ کرتے ہیں:[۳]

روىٰ عنه يحيى بن جعفر البيكندي وغيره

"آپ سے یحییٰ بن جعفر بیکندی وغیرہ نے روایت کی ہے"

یہ یحیی بن جعفر امام عبدالرزاق کے تلامذہ سے تھے اور انہوں نے امام عبدالرزاق کی کتابیں جمع کی تھیں۔ امام بخاری نے امام عبدالرزاق کی کتابیں انہی سے حاصل کی تھیں۔ مشہور ہے کہ جب امام بخاری نے بصرہ سے یمن جانے کا ارادہ کیا تاکہ عبدالرزاق سے سماع کریں تو بیکندی نے امام بخاری کو بتایا کہ عبدالرزاق فوت ہوچکے ہیں اس پر امام بخاری نے

۱۔ كذا في تهذيب الاسماء ۱/۶۷/۱ و معناه الزراع وفي وفيات الاعيان ۴/۱۹۰: وقيل بَرْدِزْبَه أو بَرْدِزْبَه اسلم المغيرة على يدي اليمان الجعفي حاكم بخارى و كان مجوسيا و طلب اسماعيل بن ابرهيم العلم قال الخطيب (۲/۶) "وكان هذا هو ابوجد عبدالله بن محمد المسندي"

۲۔ التاریخ الکبیر ۱/۳۴۲، ھدی الساری ص ۴۷۷، طبقات المفسرین للداؤدی ۲/۱۰۱

۳۔ التہذیب ج ۱ ص ۲۴۷

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

یمن کا سفر چھوڑ دیا حالانکہ امام عبدالرزاق زندہ تھے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

یحیٰ بن جعفر فی نفسہ ثقہ ہیں ان کو غلط خبر پہنچی تھی جو انہوں نے شائع ۴ہ کردی۔

مولانا عبدالسلام مبارکپوری "سیرت بخاری" صفحہ نمبر ۴۱ میں مزید لکھتے ہیں:

"اھل عراق، احمد بن حفص اور نصر بن الحسین وغیرھا اسماعیل کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں"۔

الغرض امام بخاری کو خاندانی طور پر علمی شرف حاصل تھا۔ باپ بیٹا دونوں نامور محدث تھے اور امام بخاری نے مال کے ساتھ علم بھی ورثہ میں پایا تھا۔ عبداللہ بن المبارک اور وکیع کی کتابیں اور جامع سفیان ثوری وغیرہ جیسی کتب امام بخاری کے خاندانی کتب خانہ میں موجود ۵ہ تھیں، جو تحصیل حدیث میں ان کے لئے معاون ثابت ہوئیں۔ علامہ قسطلانی اسی خاندانی ورثہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقد ربی فی حجر العلم حتی ربی وارتضع ثدی الفضل فکان فطامه علی هذا اللباء

"پس آپ نے علم کی گود میں نشوونما پائی حتی کہ آپ کی رضاعت اور پرورش علم و فضل میں ہوئی اور دودھ چھڑانے کا زمانہ بھی اسی کمیں پر گزرا" ۶ہ

علم حدیث کا سماع

دس سال کی عمر میں ہی حفظ حدیث کا شوق دامن گیر ہوگیا۔ چنانچہ کُتّاب (مکتب) سے نکل کر بخارا اور اس کے اطراف و اکناف میں محدثین کی مجالس حدیث میں شریک ہونا شروع کردیا۔ بخارا میں اس وقت محمد بن سلام البیکندی (۲۲۵ھ)، محمد بن یوسف البیکندی، عبداللہ بن محمد المسندی (م ۲۲۹ھ)، ابراھیم بن اشعث اور علامہ داخلی ۷ہ کے حلقاتِ دروس قائم تھے۔ امام بخاری نے ان شیوخ سے سماع حدیث کیا اور سب سے پہلا سماع علامہ داخلی سے ۲۰۳ یا ۲۰۵ھ میں ہے۔ امام بخاری کے شیخ اول علامہ داخلی کا نام ۹ہ تو معلوم نہیں ہوسکا البتہ ان کے حلقہ درس میں امام بخاری کی علمی دلچسپیوں کے بعض واقعات مراجع میں ملتے ہیں۔

۵ہ تاریخ بغداد ۱۱/۲ ۴ہ تہذیب مں مذکور

۶ہ مقدمہ قسطلانی

۷ہ قال الحافظ ابن حجر لم اقف علی اسمه ولم یذکر ابن السمعانی ولا الرشاطی هذه النسبة واظن انها نسبة الی "المدینة الداخلة" بنیشاپور واللہ اعلم التغلیق ج ۵ صفحہ ۵۸۷

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

علامہ داخلی جو بخارا میں اس وقت بڑے پایہ کے محدث تھے اور ان کی درسگاہ بڑی پُر رونق اور مشہور تھی، حسب معمول درس دے رہے تھے کہ انہوں نے ایک حدیث کی سند یوں بیان کی: "**سفیان عن ابی الزبیر عن ابرٰھیم الخ**" اس پر امام بخاری نے عرض کی "**اِن ابا الزبیر لم یرو عن ابرھیم**" یعنی سند میں توھّم ہے۔ اس پر شیخ جھلائے، پہلے تو برھم ہوئے مگر جب دوبارہ سنجیدگی سے وضاحت کی کہ اگر آپ کے پاس اصل ہے تو اس کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اصل کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ امام بخاری ٹھیک کہہ رہے ہیں اور اپنی اس غلطی پر متنبہ ہوگئے اور امام بخاری سے سند دریافت کی۔ امام بخاری نے اصل سند بیان کی "**الزبیر وھو ابن عدی عن ابرٰھیم**" تو اس کے مطابق استاذ نے اپنے اصل کو درست کرلیا۔امام بخاری کا بیان ہے کہ اس وقت میری عمر دس برس کی تھی۔ ۸۔

امام بخاریؒ کے ورّاق ابن ابی حاتم نے امام بخاری کی زبانی ایک دوسرا دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے

کان شیخ یمرّ بنا فی مجلس الداخلی فاخبرہ بالاحادیث الصحیحۃ مما یعرض علیّ وآخبرہ بقولھم فاذا ھو یقول یوماً یا ابا عبداللہ! رئیسنا فی «ابوجاد» وقال بلغنی آن ابا عبداللہ شرب دواء الحفظ یقال لہ «بلاذر» فقلت لہ یوماً خلوۃً: ھل من دواء یشرب الرجل فینفع بہ الحفظ فقال لا اعلم، ثم اقبل علیّ وقال لا اعلم شیئا انفع للحفظ من نھمۃ الرجل ومدا ومتہ النظر

"شیخ ـــ امام داخلیؒ کی مجلس میں ہمارے پاس سے گزرا کرتے تھے۔ تو انہوں نے اِن کو اُن صحیح حدیثوں کے بارے میں بتایا جو مجھ پر پیش کی جاتی تھیں۔ اور اِن کو اُن کے قول کی بھی خبر دی کہ اُن کو ایک دن کہہ رہے تھے اے ابو عبداللہ جو ہمارا رئیس ابو جاد میں ہے ان سے کہا۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ابو عبداللہ نے حافظے کے لیے دوائی بھی لی ہے جس کو "بلاذر" کہا جاتا ہے۔ میں نے انہیں ایک دن خلوت میں کہا۔ کیا کوئی ایسی دوائی ہے جسکے پینے سے آدمی کے حافظے کو نفع پہنچتا ہے تو کہنے لگے میں نہیں جانتا۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میں حافظے کے لیے آدمی کے شوق اور اس کے ہمیشہ غور و فکر سے زیادہ نفع والی چیز کوئی نہیں جانتا" ۱۰۔

۸۔ مقدمہ فتح الباری

۱۰۔ مقدمہ فتح الباری و تاریخ بغداد والنبلا ۱۲۵/۳۹۲ وفیہ المراجع

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

علامہ داخلی کے علاوہ دیگر شیوخ سے بھی بخاری نے فنون حدیث کا وافر ذخیرہ جمع کیا' خاص طور پر علامہ بیکندی (محمد بن سلام) جو بڑے پایہ کے محدث تھے اور وہ امام بخاری کی ذہانت و فطانت سے بہت متاثر تھے حتی کہ امام بخاری کی موجودگی میں حدیث بیان کرنے سے خوف کھاتے۔ بعض شیوخ نے بیان کیا ہے کہ اس دور میں امام بخاری نے سولہ سال کی عمر تک ستّر ہزار احادیث حفظ کرلی تھیں۔

علاوہ ازیں امام بخاری اسی نو عمری کے زمانہ میں فقہاء اہل الرائے کی مجالس میں بھی چکر لگاتے رہے۔ وراق کا بیان ہے کہ امام بخاری نے فرمایا:

اختلف الى الفقهاء بمرو وانا صبی حتى حفظت كتب ابن المبارك ووكيع و عرفت كلام هئولاء يعنى اهل الرائى ۔۱۱

"میں مرو میں بچپن سے ہی فقہاء کی طرف آیا جایا کرتا تھا یہاں تک میں نے ابن المبارک اور وکیع کی کتابوں کو حفظ کر لیا۔ اور اہلِ رائے کی کلام کو بھی سمجھ لیا"۔

رحلاتِ علمیہ

الغرض جب امام بخاری سولہ سال کی عمر کو پہنچے اور بخارا اور اس کے اطراف و اکناف سے علم حدیث جمع کرلیا تو ۲۱۰ھ میں اپنی والدہ محترمہ اور اپنے بھائی احمد بن اسماعیل کے ساتھ زیارت بیت اللہ کے لئے' حجاز کو روانہ ہوئے اور حج سے فراغت کے بعد والدہ محترمہ" اور بھائی تو واپس چلے آئے اور امام موصوف" طلب علم کے لئے حجاز ہی ٹھہر گئے۔

امام بخاری اس سے قبل عرصہ چھ سال نیشاپور اور اس کے نواح میں طلب علم کے لئے سفر کرچکے جو ان کی "رحلاتِ قدیمہ" کے نام سے مشہور ہیں ۱۲۔ اور ہم ان کو داخلی رحلات بھی کہہ سکتے ہیں۔ اب محدثین کے طریق پر سماع حدیث کے لئے مراکز اسلامی حجاز' عراق' شام اور مصر کی طرف رحلات کا آغاز کیا تاکہ ان بلاد اسلامیہ کے مشائخ حدیث سے حدیث کا سماع اور اس کی کتابت کی جائے۔

محدثین کی رحلاتِ علمیہ بہت سے فوائد کا موجب بنیں۔ اول یہ کہ مختلف بلاد میں حدیث کا منتشر ذخیرہ یکجا ہوتا گیا۔ محدثین اگر صعوباتِ سفر اٹھا کر حدیث جمع نہ کرتے تو حدیث کا ضیاع یقینی ہو جاتا۔ دوم یہ کہ رحلات سے مختلف مراکزِ حدیث کا بھی علم ہوتا گیا اور ہر مرکز میں مشائخ حدیث تاریخ میں مدوّن ہوتے گئے اور تحریکِ اہلحدیث کی تاریخِ تدوین

۱۱۔ مقدمہ فتح الباری صفحہ مذکور

۱۲۔ تاریخ بغداد ۲/۷' تہذیب الکمال ۱۱۶۹' طبقات للسبکی ۲/۲۱۶' مقدمہ الفتح ۴۷۸

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں سہولت پیدا ہوگئی نیز علوّ اسناد کے حصول میں مدد ملی۔

چنانچہ امام بخاری بھی ان رحلات میں علوّ اسناد سے مشرف ہوئے اور اس علو کا حال یہ ہے کہ آپ کے بعض شیوخ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے ہم طبقہ نظر آتے ہیں مثلاً" محمد بن عبداللہ انصاری' ابونعیم' علی بن عیاش' عبیداللہ بن موسیٰ' خلّاد بن یحیی اور عصام بن خالد وہ شیوخ ہیں کہ ان کے صحابہ تک صرف دو یا تین واسطے ہیں اور امام مکی بن ابرھیم کی ثلاثیات تو مشہور و معروف ہی ہیں۔

الغرض سب سے پہلے آپ نے حجاز کی طرف رحلت (سفر) کی جو علوم اسلامیہ کا مرکز اول ہے جبکہ آپ کی عمر سولہ سال کی تھی اور ابن مبارک اور وکیع کی کتابوں کو حفظ کرچکے تھے جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں اور پھر فقہ اہل الرئے پر بھی کامل دسترس حاصل ہوچکی تھی۔ امام بخاری خود ہی اس حجازی سفر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

لقیت اکثر من الفا شیخ من اهل الحجاز مكة و المدينة والبصرة وواسط و بغداد و الشام

"میں نے اہل حجاز' مکہ' مدینہ' بصرہ' واسط' بغداد اور شام کے ایک ہزار سے زائد شیوخ سے ملاقات کی"

اور پھر اپنے سفر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں شام اور جزیرہ گیا اور دو مرتبہ مصر پہنچا اور چار مرتبہ بصرہ اور پورے چھ سال حجاز میں اقامت کی اور پھر محدثین خراسان کے ساتھ کتنی مرتبہ کوفہ اور بغداد میں پہنچا۔ ۱۳ ؎

رحلتِ جزیرہ

حافظ ابن حجر نے تو جزیرہ کی طرف سفر کا ذکر کیا ہے اور تاریخ ابن عساکر' تاریخ حاکم اور طبقات سبکی میں بھی جزیرہ کی طرف سفر کا ذکر ملتا ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ جزیرہ جا کر احمد بن عبدالملک بن واقد الحرانی' احمد بن ولید الحرانی' اسماعیل بن زرارۃ الرقی اور عمر بن خلد سے سماع کیا۔ لیکن علامہ المزیؒ لکھتے ہیں کہ یہ توہّم ہے کیونکہ امام بخاری نے جزیرہ پہنچ کر مذکورہ شیوخ سے سماع نہیں کیا بلکہ احمد بن ولید سے تو امام بخاری نے بالواسطہ روایت کی ہے۔ اسی طرح ابن زرارہ سے بھی سماع حاصل نہیں البتہ اسماعیل بن عبداللہ سے روایت کی

۱۳ ؎ ھدی الساری ۴۷۸ و النبلاء' ۳۹۵/۱۲

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہے باہم یہ دراصل اسماعیل بن ابی اویس ہیں اور ابن واقد سے بغداد میں سماع کیا ہے اور عمرو بن خالد سے مصر میں۔ ۱۴؎

پھر جن ایک ہزار اسی (۱۰۸۰) شیوخ سے امام بخاری نے حدیث لکھی، ان کے مسلک کے متعلق خود امام موصوف فرماتے ہیں:

کتبت عن الف و ثمانین لیس فیھم الا صاحبُ

حدیث ولم اکتب الا من قال: الایمان قول و عمل

"اور ایک ہزار اسی شیوخ سے حدیث لکھی جو سارے اصحابِ حدیث تھے اور جن کا یہ اعتقاد تھا کہ "ایمان قول اور عمل کا نام ہے"

اور دوسری روایت میں ہے: ۱۵؎ کتبت عن الف شیخ من العلماء و

زیادۃ و لیس عندی حدیث الا اذکر اسنادہ —

"میں نے ایک ہزار سے زائد علماء سے حدیث نقل کی ہے اور میرے پاس ایسی کوئی حدیث نہیں جسکی سند مجھے یاد نہ ہو"

مزید امام بخاری کے وراق کا بیان ہے:

پھر جب میں بلخ گیا تو لوگوں نے املاء کی درخواست کی چنانچہ میں نے ایک ہزار شیخ سے ایک ہزار حدیث لکھوائی یعنی ہر ایک سے ایک حدیث، گویا یہ امام بخاری کی معجم تھی۔ ۱۶؎

نیز اپنے شیوخ کے متعلق فرماتے ہیں:

میرے شیوخ میں معتد بہ حصہ ان شیوخ کا ہے جو سماعِ قدیم اور علوِّ اسناد کے ساتھ متصف تھے۔

امام حاکم نے ایسے شیوخ کی تعداد نوّے بتائی ہے اور بالاستیعاب ان کی فہرست دی ہے اور امام نوویؒ نے امام حاکم کی دی ہوئی فہرست "تہذیب الاسماء" میں مکمل طور پر نقل کردی ہے ۱۷؎ — اس فہرست میں اس دور کے کبار آئمہ محدثین شامل ہیں۔ ہم چند کے نام بطور مثال ذکر کرتے ہیں۔

(۱) مکی بن ابرھیم (۲۱۵ھ)

۱۴؎ راجع ھوامش النبلاء ذہبی نبہ علی ذالک المزی فیما رأیتہ بخطہٖ

۱۵؎ تہذیب ۹/۴۹، تاریخ بغداد ۲/۲۳ - ۲۷

۱۶؎ النبلاء ۱۲/۳۹۵

۱۷؎ تہذیب الاسماء ج ۲ ص ۷۱ - ۷۲

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(۲) عبداللہ بن موسیٰ العبسی (۲۱۲ھ)
(۳) محمد بن یوسف الفریابی (۲۱۲ھ)
(۴) اسحاق بن راھویہ (۲۳۸ھ)
(۵) ابوبکر الحمیدی (۲۱۹ھ)
(۶) امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ)
(۷) امام العصر علی بن المدینی (۲۳۴ھ)

حجازی رحلت میں جن سے استفادہ کیا ان میں ابوالولید احمد الازرقی (صاحب تاریخ مکہ) اور علامہ الحمیدی صاحبؒ المسند معروف ہیں۔ آپ ۲۱۲ھ کو مدینہ النبی وارد ہوئے اور مسجد میں چاندنی راتوں میں "التاریخ الکبیر" کا مسودہ تیار کیا اور حجاز کے سفر میں آپ نے سب سے پہلی کتاب "قضایا الصحابہ" مدون کی۔

بصرہ میں عاصم النبیل، حافظ ابوالولید الطیالسی وغیرھما سے احادیث کی روایت اخذ کی۔ الغرض جملہ بلاد اسلامیہ کا چکر لگایا۔ بغدادی لکھتے ہیں

رحل البخاری الی محدثی الامصار و کتب عنہم

"امام بخاری نے محدثینِ امصار کی طرف سفر کیا اور ان سے حدیث لکھی"

کتابتِ حدیث کا طریق

امام بخاری کتابت حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: ۱۸ھ

لم تکن کتابتی للحدیث کما کتب ھٰؤلاء کنت اذا کتبت عن رجل سألته عن اسمه وکنیته ونسبه وعلة الحدیث ان کان الرجل فهما، فان لم تکن سألته ان یخرج الی اصله ونسخته واما الآخرون فلایبالون ما یکتبون ولا کیف یکتبون ۔

"میرا حدیث لکھنا عام لوگوں کی طرح نہیں تھا۔ کیونکہ جب میں کسی آدمی سے حدیث لکھتا تو اس سے اس کے نام اور اس کی کنیت اور نسب کے بارے میں سوال کرتا اور اگر آدمی ذوفہم ہوتا تو حدیث کی علت کے بارے میں بھی سوال کرتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس سے مطالبہ کرتا کہ اسکے اصل نسخہ کو میرے سامنے پیش کر دے۔ باقی رہے دوسرے لوگ تو وہ پرواہ نہیں کرتے کہ وہ کیا لکھتے ہیں اور کیسے لکھتے ہیں"۔

۱۸ھ التغلیق ج ۵ ص ۳۸۹، النبلاء ۱۲/۴۰۶

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور عباس دوری کا بیان ہے

"میں نے محمد بن اسماعیل" سے بہتر کسی طالبِ حدیث کو نہیں دیکھا۔ وہ کوئی اصل اور فرع نہ چھوڑتے مگر اس تک پہنچ جاتے پھر دوری" ہمیں مخاطب کر کے کہتے

لا تدعوا من كلامه شيئا الا كتبتموه [۱۹]

کہ ان کی ہر بات نوٹ کرتے جاؤ۔

شیوخِ بخاری کے مراتب

علماء نے امام بخاری کے شیوخ کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے۔

(الف) طبقہ اعلی یعنی وہ شیوخ جنہوں نے تابعین سے حدیث روایت کی ہیں۔ ان میں ابو عاصم النبیل (۲۱۸ھ)' مکی بن ابراھیم (۲۱۴ھ)' محمد بن عبداللہ انصاری (۲۱۵ھ)' عبید اللہ بن موسی باذام العبسی (۲۱۲ھ)' ابونعیم الملائی (۲۱۸ھ) اور ابوالمغیرۃ وغیرھم شامل ہیں۔

(ب) وہ شیوخ جو اوزاعی' ابن ابی ذئب' شعبہ' ثوری اور شعیب بن ابی حمزہ سے روایت کرتے ہیں۔ مثلاً" ایوب بن سلیمان (۲۲۴ھ)' حجاج بن منھال (۲۱۷ھ) اور آدم بن ابی ایاس الخراسانی" (۲۲۰ھ) وغیرھم شامل ہیں۔

(ج) وہ شیوخ جو امام مالک' امام اللیث' حماد بن زید اور ابی عوانہ کے اصحاب میں سے ہیں۔ اس تیسرے طبقہ میں احمد بن حنبل (۲۴۱ھ)' اسحاق بن راھویہ (۲۳۸ھ)' یحیی بن معین (۲۳۳ھ)' اور علی بن عبداللہ بن جعفر (۲۳۴ھ) وغیرھم شمار ہوتے ہیں۔

(د) اس طبقہ کے شیوخ میں ابن المبارک' ابن عیینہ' ابن وھب اور ولید بن مسلم کے اصحاب شامل ہیں۔

(ھ) جو امام بخاری کے ہم عصر بھی ہیں مثلاً" محمد بن یحیی الذھلی (۲۵۸ھ)' ابو حاتم رازی' عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی (۲۵۵ھ) وغیرھم اور ان میں وہ بھی شامل ہیں جو سن و اسناد کے اعتبار سے امام بخاری کے تلامذہ کے برابر تھے [۲۰]۔ اور شیوخ کا یہ طبقہ وہ ہے جن سے امام بخاری نے مستقل طور پر ان کی مجالس میں حدیث حاصل نہیں کی بلکہ اصل شیخ کی مجلس میں کوئی حدیث رہ گئی تو ان سے اخذ کرلی۔ شیوخ کے اس طبقہ کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: [۲۱]

۱۹۔ ایضاً" النبلاء

۲۰۔ تاریخِ بغداد ۲/۳۳' مقدمہ الفتح ج ۲ ص ۲۵۱' سیرۃ النعمان وسیرۃ البخاری ص ۳۱۳

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

رفقاءه فی الطلب ومن سمع قبله قليلاً كمحمد بن يحيى الذهلی وغيره

"آپ" کے طلبِ حدیث کے رفقاء اور وہ جنہوں نے آپ سے تھوڑی دیر قبل پہلے سماع کیا جس طرح محمد بن یحییٰ الذہلی وغیرہ"۔

جُملہ معترضہ

علامہ شبلی "سیرۃ النعمان" میں لکھتے ہیں کہ امام ذھلی نے امام بخاری کو "لفظی بالقرآن مخلوق" کی وجہ سے اپنی مجلس سے نکال دیا تھا' حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے۔ کیونکہ امام بخاری جب ان کے تلامذہ سے ہی نہیں تھے جو باقاعدہ مجلس میں بیٹھتے تو پھر نکال دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ امام ذھلی نے جب یہ اعلان کرایا کہ جو شخص "لفظی بالقرآن مخلوق" کا قائل ہے وہ ہماری مجلس میں شریک نہ ہو تو امام مسلم سخت بر انگیختہ ہو کر ذھلی کی مجلس سے اٹھ کر چلے آئے اور امام ذھلی سے جو مسودے لکھے تھے وہ سب ذھلی کے پاس واپس بھیج دیئے اور ان سے کوئی روایت نہیں کی۔

تصنیف و تالیف کا آغاز

امام بخاری نے فرمایا

"جب میں اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچا تو تصنیف و تالیف کی ابتداء کر دی"

ان کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی میں روضہ اطہر کے جوار میں بیٹھ کر چاندنی راتوں میں تاریخ لکھا کرتا تھا' حافظ ابن حجر لکھتے ۲۱ہے ہیں

اٹھارہ سال کی عمر میں مدینہ پہنچے اور اسی سفر میں انہوں نے تاریخ کبیر (ا) کا مسودہ چاندنی راتوں میں لکھا

"التاریخ الکبیر" امام بخاری کا وہ شاھکار ہے جسے دیکھ کر امام اسحاق بن راھویہ نے فرطِ مسرت سے "سحر" فرمایا۔ امام بخاری کا قول ہے ۲۲ہے۔

قل اسم فی التاريخ الاوله عندی قصة الا انی كرهت ان يطول الكتاب

"تاریخ میں ایسا کم ہی کوئی نام ہوگا جس کے بارے میں میرے پاس کوئی قصہ نہ ہو مگر کتاب کی طوالت کی وجہ سے میں نے اس کو ذکر نہیں کیا"

۲۱ہے مقدمہ الفتح ج ۲ ص ۲۵۰ ۲۲ہے حوالۂ سابق

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس تاریخ پر بعض علماء نے حواشی بھی لکھے ہیں جن میں مسلمہ بن قاسم کا حاشیہ معروف ہے ۲۳۔

بہت سے علماء نے امام بخاری سے اس کتاب کو روایت کیا ہے، بطور مثال

(۱) ابو عبداللہ احمد بن محمد بن سلیمان بن فارس

(۲) ابوالحسن محمد بن سہل اللغوی النسوی

(۳) الدلال عبدالرحمٰن بن الفضل

الدلال ابن الفضل، اور ابن السہل کی روایات کو ابن خیر نے "الفہرستہ" میں صفحہ ۲۰۴، ۲۰۵ میں ذکر کیا ہے اور ابن فارس کی روایت کو الرودانی (۱۰۹۴ھ) نے "صلۃ الخلف" میں اور ابن سہل کی روایت کو حافظ ابن حجر نے التغلیق میں ذکر کیا ہے ۲۴۔ اور ابن سہل والا نسخہ حیدر آباد سے طبع ہو کر شائع ہوچکا ہے۔ اور مصحح عبدالرحمٰن معلمی نے اس کی تصحیح میں جو صعوبات اٹھائی ہیں تعلیقات میں ان کے اشارے ملتے ہیں ۲۵۔ اور ہم پورے دعویٰ سے نہیں کہہ سکتے کہ پورا نسخہ کماحقہٗ محقق اور صحیح ہے۔

امام حاکم کبیر اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ۲۶۔

وكتاب محمد بن اسماعيل ف التاريخ لم يسبق اليه ومن الف بعده شيئاً في التاريخ او الاسماء والكنى لم يستغن عنه فمنهم من نسبه الى نفسه مثل ابى زرعة و ابى حاتم ومنهم من حكاه عنه فالله يرحمه فانه اصل الاصول ـــ

"اور محمد بن اسماعیل کی تاریخ میں کتاب ایسی ہے جس پر کسی نے سبقت نہیں کی اور جس شخص نے بھی ان کے بعد تاریخ اسماء اور کنٰی میں کچھ تالیف کیا وہ ان سے مستغنی نہیں ہوا اور بعض نے تو اس کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ جیسے ابو زرعہ اور ابو حاتم ہیں اور بعض نے اس کو آپ سے حکایت کیا ہے اللہ اُن پر رحم کرے۔ پس آپؒ اصلُ الاصول ہیں"

تاریخ میں امام بخاری نے الاوسط (۲) اور الصغیر (۳) بھی لکھی ہیں اور یہ تینوں تواریخ ثلاثہ کے نام سے معروف ہیں تاہم اوسط اور صغیر میں کچھ خلط ملط ہے۔ تاریخِ صغیر تو مطبوع ہے لیکن اوسط کے متعلق کچھ علم نہیں ہوسکا۔

۲۳۔ دیکھئے کشف الظنون

۲۴۔ دیکھئے التغلیق ۴۵۹/۶

۲۵۔ جزء ثالث کے سوا شیخ عبدالرحمٰن بن یحیٰی المعلمی کی تحقیق سے چھپی ہے۔

۲۶۔ الطبقات ج ۲ ص ۳۲۵ وسیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۹۱

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بعض کا خیال ہے کہ التاریخ الصغیر دراصل "کتاب الضعفاء" کا دوسرا نام ہے اور جو صغیر مطبوع ہے وہ دراصل اوسط ہے ۲۷۔

معلمی نے حیدر آباد میں مطبوع کو ہی تاریخِ صغیر قرار دیا ہے [۲۸] اور الاوسط کا بعض مکتبات کے حوالہ سے ذکر کر دیا ہے۔

الاوسط کا راوی زنجویہ بن محمد اور عبداللہ بن احمد الخفاف ہیں۔ ابن خیر نے ان دونوں کے طریق سے ذکر کیا ہے اور ابن حجر نے "الھدی" میں بھی ان دونوں کی روایت بتائی ہے۔
لیکن الصغیر کے راوی بقول ابن حجر، عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن الاشقر ہیں ۲۹۔ اور الاشقر کے طریق سے الرودانی نے "صلۃ الخلف" میں اس کا ذکر کیا ہے۔

پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ علامہ ذہبی "المیزان" میں قیس بن الربیع کے متعلق الاوسط سے نقل کرتے ہیں اور وہ عبارت بعینہٖ مطبوع میں پائی جاتی ہے ۳۰۔ بروکلمن لکھتے ہیں: التاریخ الأوسط وھو مرتب حسب الازمنۃ

"تاریخِ اوسط یہ کتاب زمانوں کے اعتبار سے مرتب ہے"

اور الصغیر کے متعلق الرودانی "صلۃ الخلف" میں لکھتے ہیں:

وھذا التاریخ خاص بالصحابۃ وھو اول مصنف فی ذلک —

"اور یہ صحابہ کے ساتھ خاص ہے اور یہ اس موضوع پر پہلی تصنیف ہے"

ابن ابی حاتم نے خطأ البخاری فی تاریخہ کے نام سے امام بخاری کا رد کیا ہے اور اس سلسلہ میں ابو زرعہ اور اپنے والد ابو حاتم کے اقوال نقل کئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابوزرعہ اور ابو حاتم نے حرف بحرف تاریخ بخاری کو بنظر غائر پڑھا ہے اور کتاب الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم سے اگر ابو حاتم، ابوزرعہ، ابن معین اور احمد کے کلام کو تعلیل و تجریح کے سلسلہ میں نکال دیا جائے تو یہ تاریخ بخاری ہی ہے اور انہوں نے جو کچھ لکھا ہے امام بخاری سے از خود مرفوع نظر آتا ہے اور یہاں امام بخاری کا قول راجح معلوم ہوتا ہے۔

کتاب الکنی (۴): امام مسلم نے اپنے "الکنی" میں اس سے خوب استفادہ کیا ہے اور ابو احمد الکبیر نے بھی اپنے "الکنی" میں اس کتاب سے فائدہ اٹھلیا ہے۔ حیدر آباد دکن سے

۲۷۔ راجع فہرستہ ابن خیر (۲۰۰ - ۲) ۳۰۔ المیزان ۳/۳۹۹

۲۸۔ تاریخ جرجان ص ۸ حاشیہ

۲۹۔ دیکھئے الھدی ۴۹۲ کتاب التعلیق ۵/۴۵۹ و سیر اعلام النبلاء للذہبی ۲۰/۳۱۲

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔

الضعفاء الصغیر(۵): یہ تاریخ صغیر کے علاوہ ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

رواہ عن البخاری ابو بشر الدولابی و ابوجعفر مسبح بن سعید و آدم بن موسی الخوارزمی

اسکو امام بخاری سے ابو بشر الدولابی اور ابو جعفر بن سعید اور آدم بن موسیٰ الخوارزمی نے روایت کیا ہے"

مسبح کی روایت کو ابن خیر نے اپنی فہرست میں ذکر کیا ہے اور آدم بن موسیٰ والی روایت مطبوع ہے جوکہ ابو نعیم الاصبہانی کی روایت سے ہے۔

الادب المفرد (۶): یہ احمد بن محمد البزاز کی روایت سے ہے اور یہ بزاز وہ نہیں ہے جو صاحبِ مسند ہے۔ یہ کتاب متعدد مرتبہ متحدہ ہندوستان اور مصر میں طبع ہو چکی ہے۔ محمد فواد عبدالباقی کی تصحیح سے جو نسخہ شائع ہوا ہے وہ قابل اعتماد ہے۔

خلقُ افعالِ العباد (۷): یہ کتاب طبع ہو چکی ہے لیکن مصنف تک سند مذکور نہیں ہے ہاں الرودانی نے "صلۃ الخلف" میں فربری کے طریق سے روایت کی ہے۔فہرستہ لابن خیر میں بھی فربری اور یوسف بن ریحان کی روایات مذکور ہیں۔ اس ضمن میں کلام اللہ اور کلام العباد میں فرق مذکور ہے اور امام بخاری نے تصریح کی ہے کہ جو شخص میری طرف "لفظی بالقرآن مخلوق" کی نسبت کرتا ہے وہ کذّاب ہے میں نے تو صرف یہ کہا ہے "افعال العباد مخلوقۃ" مگر "دَاءُ الحَسَدِ لیسَ لَہٗ دَوَاءٌ"۔

جزءُ رفع الیدین (۸): یہ رسالہ متعدد مرتبہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہوچکا ہے مگر پوری صحت کے ساتھ شائع نہیں ہوا اور پھر معلوم نہیں ہوسکا کہ اس رسالہ کا نام "قرۃ العینین برفع الیدین فی الصلاۃ" کہاں سے اخذ کیا گیا ہے۔

القراءۃُ خلفَ الامام (۹): یہ رسالہ محمود بن اسحاق الخزاعی عن البخاری کی روایت سے ہے اور یہ رسالہ حافظ ابن حجر کی مرویات سے ہے کَمَا ذَکَرَہٗ فِیْ مُقَدّمَۃِ الفَتحِ امام بیہقی نے بھی "القراءۃ خلف الامام" کتاب لکھی ہے۔

(۱۰) کتاب الرقاق

اب ہم ان کتابوں کا ذکر کرتے ہیں جو تاحال طبع نہیں ہوئیں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"غیر مطبوعہ کتب"

امام بخاری کی وہ تالیفات جو تاحال طبع نہیں ہوئیں وہ حسبِ ذیل ہیں:

(۱) اخبار الصفات ظاہریہ دمشق کے حوالہ سے ابن سزکین ترکی نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے۳۱۔ ممکن ہے کہ یہ کتاب التوحید کا ہی حصہ ہو۔

(۲) اُسامی الصحابہ ابن مندہ نے ابن فارس کی روایت سے اس کا ذکر کیا ہے اور بغوی کبیر نے معجم الصحابہ اور ابن مندہ نے معرفۃ الصحابہ میں اس کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے الھدی (ھدیٰ الساری) میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳) کتاب الاشربۃ المفرد علامہ دار قطنی نے "المؤتلف والمختلف" میں کیسنہ کے ترجمہ میں کتاب الاشربہ کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے۳۲۔ اور الجامع الصحیح کا یہ حصہ نہیں ہے بلکہ الادبُ المفرد کی طرح الگ کتاب ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کتاب بھی اہل الرائے کے رد میں ہے۔

(۴) برالوالدین یہ محمد بن دلویہ الوَرّاق کی روایت سے ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے۳۳۔ ہیں "**وَهُوَ مَوْجُوْدٌ مَرْوِیٌّ لَنَا**" "اور وہ مروی ہمارے پاس موجود ہے" الرودانی نے "صلۃ الخلف" میں محمد بن احمد بن دلویہ کے طریق سے اپنی مرویات میں اس کو ذکر کیا ہے۔

(۵) التفسیر الکبیر المفرد فربریؔ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر خاموش ہیں۔

(۶) کتاب التوحید المفرد ابن سزکین نے اپنی تاریخ میں (۲۵۹/۱/۱) مکتبہ ظاہریہ دمشق کے نسخہ کے حوالہ سے اس کا ذکر کیا ہے اور ایک مصری نسخہ ہے جس پر الصعیدی نے "کفایۃ المقتصد" کے نام سے شرح لکھی ہے۔ موجودہ دور کے بعض اسکالرز نے اس کا انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ کتاب التوحید دراصل الجامع الصحیح کا ہی حصہ ہے۔

(۷) الجامع الکبیر ابن طاہر نے اس کا ذکر کیا ہے اور یہ تواریخِ ثلاثہ اور قضایا الصحابہ و التابعین کے بعد کی تصنیف ہے حافظ ابن کثیر کے قلم سے لکھا ہوا نسخہ دارُالعلوم' المانیا (جرمنی) میں موجود ہے۔

۳۱۔ تاریخ (۲۵۹/۱/۱) ۳۲۔ دیکھئے الھدی الساری ص ۴۹۲ ۳۳۔ الھدی ص ۴۹۲

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(۸) الضعفاء الکبیر الضعفاء الصغیر میں اس کا ذکر آچکا ہے۔

(۹) کتاب العلل ابن مندہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کو محمد بن عبداللہ بن حمدون عن ابی محمد عبداللہ بن الشرقی عن البخاری روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر اس سلسلہ میں خاموش ہیں۔ غالباً اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے "کتاب العلل لابن المدینی" بھی طبع ہو چکی ہے اور علل پر امام بخاری کی برتری کو امام مسلم نے بھی تسلیم کیا ہے اور امام ترمذی نے اپنی الجامع میں امام بخاری کے اقوال نقل کیے ہیں۔ وَسَیَأتِی البَحثُ

(۱۰) کتاب الفوائد امام ترمذی نے "کتاب المناقب" کے اثنا میں اس کا ذکر ۳۴ کیا ہے۔ حافظ ابن حجر خاموش ہیں۔

(۱۱) کتاب المبسوط خلیلی نے "الارشاد" میں اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ مھیب بن سلیم نے (   ) امام بخاری سے اس کو روایت کیا ہے۔

(۱۲) المسند الکبیر حافظ ابن حجرؒ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ علامہ فربری نے روایت کی ہے۔

(۱۳) کتاب الھبۃ المفرد حافظ ابن حجرؒ "ھدی الساری" میں لکھتے ہیں:

امام بخاری کے وراق کا بیان ہے کہ امام بخاری نے کہا میں نے "کتاب الھبہ" میں پانچ صد احادیث جمع کی ہیں۔ جبکہ امام وکیع کی کتاب الھبہ میں صرف دو یا تین مسند احادیث ہیں اور ابن المبارک کی کتاب میں پانچ کے قریب احادیث مسند ہیں باقی ان دونوں کتابوں میں آثار و اقوال ہیں۔

(۱۴) کتاب الوحدان اس میں ان صحابہ کا ذکر ہے جن سے صرف ایک ہی راوی روایت کرتا ہے۔ ابن مندہ نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے امام مسلم اور امام نسائی رحمہم اللہ نے بھی اسی طرز پر "کتاب الوحدان" لکھی ہیں۔

(۱۵) الاعتقاد والسنہ لالکائی نے شرح السنہ (۱/۱۷۲ — ۱۷۶) میں عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالرحمٰن بخاری کے طریق کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

سمعت ابا عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری

۳۴۔ کتاب المناقب باب مناقب ابی محمد طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ قال فی آخرہ سمعت محمد بن اسماعیل یحدث . ھذا عن ابی کریب و وضعہ فی کتاب الفوائد (تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۳۳۳)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

امام ترمذی العلل الکبیر اور العلل الصغیر میں اکثر طور پر امام بخاری سے نقل کرتے ہیں اور لکھا ہے "اکثر ما ناظرت بہ محمد بن اسماعیل البخاری" اسی طرح "کتاب التجریح والتعدیل لاصحاب الحدیث" لابن الجارود میں امام بخاری کے اکثر اقوال مذکور ہیں۔

امام بخاری کے تلامذہ

علامہ مزیؒ نے امام بخاری کے شیوخ اور تلامذہ کو حروف معجم کی ترتیب سے مرتب کیا ہے اور تلامذہ میں امام ترمذی، امام مسلم اور امام نسائی کو بھی شمار کیا ہے، علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں

روی عنه مسلم فی غیر صحیحه و قیل ان النسائی روی عنه فی الصیام من سننه ولم یصح لکن قدحکی النسائی فی کتاب الکنی له اشیاء عن عبدالله بن احمد الخفاف عن البخاری

"آپ سے امام مسلم نے اپنی صحیح کے علاوہ روایت کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ امام نسائی نے اپنی سنن کے کتاب الصیام میں امام بخاری سے حدیث روایت کی ہے اور یہ بات صحیح نہیں۔ لیکن امام نسائی نے کتاب الکنی میں امام بخاری سے عبداللہ بن احمد الخفاف کے واسطے سے کچھ چیزیں نقل کی ہیں" ۔۳۵

حاشیہ "النبلاء" میں مذکور ہے

بل روی عنه النسائی . وقع له ذلك فی کتاب الایمان لابن مندة

"بلکہ امام نسائی نے آپ سے حدیث روایت کی ہے اس کا ذکر کتاب ایمان لابن منده میں موجود ہے" (حدثنا حمزة، حدثنا النسائی، حدثنا محمد بن اسماعیل)

کتاب الصیام میں ہے:

"حدثنا محمدُ بنُ اسماعیلَ ثنا حَفصُ بنُ عُمَرَ بنِ الحارثِ بنِ حَمزَةَ الکِنانِيِ احسن بن الحنظر الاسیوطی" اور ابن حیویہ کے نسخہ میں ایسے ہی ہے لیکن صوریؒ کے نسخہ میں جو ابن النحاس بن حمزہ الکنانی عن النسائی ہے، اس میں وضاحت مذکور ہے۔

۳۵۔ عبداللہ بن احمد الخفاف النیشاپوری نزیل مصر حدث عن البخاری وغیرہ ولازم البخاری حدث عنہ ابو عبدالرحمٰن النسائی وھوا سند منہ وروایتہ النسائی عنہ فی الکنی توفی ۲۹۴ھ "النبلاء ۱۴/۸۹

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"حدثنا محمد بن اسماعیل وھو ابوبکر الطبرانی" صرف ابن السنیؒ کی روایت میں حدثنا محمد بن اسماعیل البخاری کی تصریح ہے، علامہ مزیؒ لکھتے ہیں

ولم نجد للنسائی غیر ذا ان کان ابن السنی حفظه وما نسبه من عنده معتقداً انه البخاری

"اور ہمیں امام نسائی سے اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں ملی اگرچہ ابن السُنّی نے اسے محفوظ کیا ہے اور اس کو اپنی طرف سے منسوب نہیں کیا یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ یہ محمد بن اسمٰعیل بخاری ہیں"

یعنی اگر ابن السنی نے اپنی طرف سے اضافہ نہیں کیا اور روایت کو حفظ کیا ہے تو پھر یہ صحیح ہے۔

ویسے امام نسائی عموماً" محمد بن اسماعیل بن ابراهیم سے روایت کرتے ہیں لیکن وہ ابن عُلَیّہ ہیں۔ ہاں کتاب الکنی میں عبداللہ بن احمد الخفاف کے واسطہ سے امام بخاری سے چند احادیث درج کی ہیں۔

لہٰذا یہ بات قرینِ قیاس ہے کہ امام بخاری سے ان کی ملاقات نہیں ہے۔ باقی رہے امام مسلم اور ترمذیؒ" تو ان کا تلمذ مشہور ہے لیکن امام مسلم نے الصحیح میں امام بخاری سے کوئی حدیث درج نہیں کی اور نہ ہی امام ترمذی نے کوئی مسند حدیث امام بخاری سے روایت کی ہے۔ جبکہ امام مسلم اور ابوداؤد سے ایک ایک روایت جامع ترمذی میں مذکور ہیں۔ چنانچہ امام مسلم سے حدیث (اَحصُوا ھِلالَ رَمضانَ لِشعبانَ) روایت کی ہے۔ ۳۶۔

علامہ عراقی لکھتے ہیں کہ "امام ترمذی نے امام مسلم سے صرف یہ حدیث روایت کی ہے اور یہ" من قبیلِ روایتہِ الاقران" ہے کیونکہ یہ دونوں بہت سے شیوخ میں مشترک ہیں" ۳۷۔

اور "باب ماجاء فی الرجل ینام عن الوتر" ۳۷۔ اس میں حدیث عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم مرفوعاً" ذکر کرنے کے بعد، عبداللہ بن زید بن اسلم سے مرسلاً" روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں

میں نے ابو داؤد سجزی یعنی سلیمان بن اشعث سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے متعلق امام احمد بن حنبل سے سنا کہ اس کے بھائی عبداللہ کے متعلق کوئی باس نہیں اور امام بخاری نے علی بن المدینی سے نقل کیا ہے کہ عبدالرحمٰن ضعیف ہے اور عبداللہ ثقہ ہے۔

۳۶۔ تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۳۳

۳۷۔ تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۳۴۳ نیز دیکھئے البدایہ لابن کثیر ۱۱/۳۳ و تہذیب التھذیب ۱۰/۱۲۶

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

معلوم ہوا کہ امام ابوداؤد سے مسند حدیث نقل نہیں کی۔ بلکہ عبدالرحمٰن پر جرح نقل کی ہے اور امام بخاری سے تلمذ پر ہم نے امام ترمذیؒ پر اپنے مقالہ میں مفصل لکھا ہے۔

الجامع الصحیح کی تالیف

تالیف کی ابتداء

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ امام المحدثین نے تقریباً" اٹھارہ سال کی عمر میں تصنیف و تالیف کا آغاز کردیا تھا اور کتاب "قضایا الصحابۃ والتابعین" اور تواریخِ ثلاثہ کے مسودات حجاز میں ہی تیار کرلئے تھے اور پھر اپنی تمام احادیث صحیحہ کو "المبسوط" کے نام سے تالیف کرلیا تھا۔ اب وقت کا تقاضا تھا کہ ایک ایسی کتاب تالیف کی جائے جس میں ان احادیث صحیحہ کو الگ جمع کیا جائے جن کی صحت پر ابتک کے محدثین متفق چلے آرہے ہیں اور ان میں آثار صحابہ و تابعین کی آمیزش بھی نہ ہو جیسا کہ مؤطا وغیرہ کتب میں احادیث مرفوعہ اور آثار و فتاوی کو جمع کیا گیا ہے۔

بواعثِ تالیف

امام بخاری سے پہلے مسانید اور جوامع جمع ہوچکی تھیں اور مصنفات کے نام سے مجموعے تیار ہوچکے تھے۔ امام بخاری نے اپنے سے پہلے محدثین کی مساعی پر نظر ڈالی' مؤطا امام مالک کو دیکھا اور جانچا کہ اس میں فقہی تراجم کے تحت احادیث کو جمع کیا گیا ہے اور احادیثِ صحیحہ کے ساتھ فتاویٰ و آثار صحابہ و تابعین کو مخلوط کردیا گیا ہے اور پھر ہر باب میں عملِ اہل مدینہ نمایاں نظر آتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ جامع صحیح بخاری کے اسباب تالیف پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فلما رأى البخاري رحمه الله هذه التصانيف ورواها وانتشق رياها واستحلى محياها ووجدها بحسب الوضع جامعة بين مايدخل تحت الصحيح والتحسين والكثير منها يشمله التضعيف، فلايقال لغثه سمين فحرك همته لجمع الحديث الصحيح الذى لايرتاب فيه امين

"پس جب امام بخاری رحمہ اللہ نے ان تصانیف کو دیکھا اور ان کو روایت کیا اور ان کی آبیاری کی اور ان کے وجود کو شیریں جانا اور ان کو وضع کے اعتبار

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سے اس طرح پایا کہ ان میں بعض صحیح اور بعض حسن کے درجے میں داخل ہیں اور اکثر ان میں سے ضعیف ہیں۔

آپ نے صحیح حدیث جس کی صحت میں کوئی امانت دار شک نہیں کر سکتا ۔۳۸ کو جمع کرنے کیلئے اپنی ہمت کو حرکت دی"

شاہ ولی اللہ دہلوی نے شرح التراجم اور اپنی دیگر تصنیفات میں بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"باید دانست کہ بخاری بعد مائتین ظاہر شد و قبل از وے علماء درفنون چند از علوم دینیہ تصانیف ساختہ بودند، امام مالک و سفیان ثوری درفقہ تصنیف کردہ بودند، وابن جریج در تفسیر و ابوعبیدہ درغریب قرآن و محمد بن اسحاق و موسیٰ بن عقبہ درسیَر وابن مبارک در زہد و مواعظ و کسائی دربدء الخلق و قصص انبیاء و یحیی بن معین و غیراو در معرفت احوال اصحاب و تابعین و جمع دیگر رسائل داشتند در رؤیا و ادب و طب و شمائل و اصولِ حدیث و اصول فقہ و ورد برمبتدعین مثل جہمیہ، بخاری ایں ہمہ علوم مدونہ را تامل فرمود و جزئیات و کلیات را انتقاء نمود پس قدرے از علوم کہ با حادیث صحیحہ کہ بر شرط بخاری است بطریق صراحت یا دلالت یافت در کتاب خود آورد تابدست مسلماناں در امہات ایں علوم حجت قاطعہ بودہ باشد کہ در آن تشکیک را مدخل نہ بود"

یعنی دو صد سال کے بعد جب امام بخاری کا زمانہ آیا تو انہوں نے دیکھا کہ بہت سے علوم و دینی فنون جمع ہوچکے ہیں اور متعدد علماء نے مختلف الانواع مجموعے تیار کرلئے تھے امام بخاری نے ان مدّونہ علوم کو غور سے دیکھا تو انہیں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ ان تمام فنون کو ایک مختصر اور جامع کتاب میں جمع کر دیا جائے۔ پھر اس اثنا میں امام المحدثین کے شیخ محدث اسحاق بن راھویہ نے بھی امام بخاری کی مقدرتِ علمی اور معرفتِ حدیث میں کمالِ نمو کے پیشِ نظر ان پر زور دیا کہ حدیث میں ایک مختصر جامع کتاب کی ضرورت ہے۔ جس سے امام بخاری کا عزم پختہ ہوگیا اور ساتھ ہی امام بخاری نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ایک پنکھا ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکھیاں اڑا رہے ہیں۔ جس کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے کذب بیانی کی آمیزش کو دور کریں گے۔

۳۸۔ التغلیق ج ۵ ص ۴۲۰ و مقدمہ الفتح ج ۱ ص ۴

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

الغرض یہ جملہ اسباب و بواعث تھے جو امام بخاری کے لئے صحیح کی تالیف کا سبب بنے، چنانچہ انہوں نے اس کام کا آغاز کردیا۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

وقوی عزمه علی ذلك لماسمعه من استاذه امیر المؤمنین فی الحدیث والفقه اسحق بن ابراهیم الحنظلی المعروف بابن راهویه انه قال له: لوجمعتم کتابا مختصراً لصحیح سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فوقع ذلك فی قلبی فاخذت فی جمع الجامع

"اور اس پر آپ کا عزم اسوقت پختہ ہوگیا جب آپ نے اپنے استاد، حدیث اور فقہ میں امیر المؤمنین اسحاق بن ابراہیم الحنظلی المعروف بابن راہویہ سے سُنا کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ایک مختصر کتاب جمع کر دیں۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ یہ بات میرے دل کو لگی تو میں نے الجامع الصحیح المسند المختصر من حدیثِ رسول اللہ وسُننِہ وایامہ کو جمع کرنے کا آغاز کر دیا" ۳۹؎

یعنی استاذ کی یہ بات میرے دل میں اتر گئی اور میں نے الجامع الصحیح کی تالیف کا آغاز کردیا۔

الجامع الصحیح کا پورا نام

الجامع الصحیح یا صحیح البخاری اس کتاب کا مختصر نام ہے اور امام نے خود ہی الجامع الصحیح کے نام سے اس کو موسوم کیا ہے تاہم اس کتاب کا پورا نام بروایت حافظ ابن حجر اس طرح مذکور ہے:

الجامع الصحیح المسند المختصر من حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم وسننه وایامه

مگر ابن صلاح اور نووی نے الجامع المسند الصحیح المختصر من امورِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسُننہ و ایامہ ذکر کیا ہے ۴۰؎۔ یعنی المسند کو الصحیح پر مقدم ذکر کیا۔

ان دونوں میں کوئی جوہری اختلاف نہیں ہے۔ نورالدین عتر نے اپنے رسالہ میں ابنِ صلاح والی روایت کو قرینِ قیاس اور راجح بتایا ہے کیونکہ اکثر نے اسی کو ذکر کیا ہے ۴۱؎۔ مگر

۳۹؎ تدریب الراوی ص ۲۴ و تاریخ بغداد ۹/۲ و تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۶۱ ھدی الساری ج ۱ ص ۱۸ و تہذیب الکمال ۱۱۶۹ و طبقات السبکی ۲۲۱/۲

۴۰؎ ابن الصلاح ص ۱۱ مقدمہ الفتح ج ۱ ص ۵ ۴۱؎ حاشیہ نمبر ۱ ص ۳۴

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حافظ ابن حجر کی روایت کے مؤیدات موجود ہیں۔ اول یہ کہ خود مصنف نے الجامع الصحیح کا لفظ ذکر کیا ہے اور یہ مختصر نام متعدد مراجع میں مذکور ہے ۴۲۔ لہٰذا راجح روایت حافظ ابن حجر کی ہے۔

آغاز اور تکمیل

امام المحدثین نے الجامع الصحیح کی تالیف کا آغاز تقریباً ۲۱۶ یا ۲۱۷ھ کو کیا جبکہ آپ کی عمر ۲۳ سال تھی اور سولہ سال کی لگاتار محنت سے اس کو مکمل کیا اور تین مرتبہ اس پر نظر ثانی کی۔ چنانچہ امام بخاری کے وراق کا بیان ہے کہ امام بخاری نے فرمایا ۴۳۔

صنفت الجامع فی ست عشرة سنة وخرجته من ست مائة الف حدیث وجعلته حجة فیما بینی وبین الله تعالی

"میں نے اس جامع کو سولہ سال میں جمع کیا اور چھ لاکھ حدیث سے منتخب کیا اور اس کو میں نے اپنے اور اللہ کے مابین حجت بنایا"

پھر جب تکمیل کے بعد اپنے کبار اساتذہ اور محدثین عصر کے سامنے پیش کی، جن میں امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ)، یحییٰ بن معین (۲۳۴ھ) اور علی بن المدینی (۲۳۴) خاص طور پر قابل ذکر ہیں، تو سب نے اس کی تحسین کی اور اس کی احادیث کو صحیح قرار دیا چنانچہ عقیلی کا بیان ہے۔ ۴۴۔ فاستحسنوه وشهد واله بالصحة الا اربعة احادیث والقول فیها قول البخاری وهی صحیحة

"پس علماء نے اسکی تحسین کی اور اس کی صحت کی گواہی دی ماسوائے چار احادیث کے اور ان کے بارے میں بخاری کا قول ہی معتبر ہے کہ وہ صحیح احادیث ہیں"

علامہ اسماعیلی اپنی کتاب "المدخل الی المستخرج" میں لکھتے ہیں:

امام بخاری کی الجامع واقعی "سنن صحیحہ" کی جامع ہے اور مسائل مُستنبطہ پر حاوی ہے اور ایسی کتاب وہی لکھ سکتا ہے جو علم حدیث کا ماہر ہو اور رواۃِ حدیث کے تراجم پر پورا عبور رکھتا ہو اور جسے عللَ الحدیث، فقہ اور لغت پر رسوخ حاصل ہو۔

۴۲۔ مقدمہ شرح نووی ص ۷ مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۱ تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۷۳

۴۳۔ الہدی الساری ۴۸۹، تہذیب الاسماء ۱/۷۴، تاریخ بغداد ۲/۱۴، وفیات ۴/۱۹۰، طبقات ۲/۲۲۱

۴۴۔ الہدی الساری تاریخ بغداد ۲/۸، تہذیب التھذیب ۹/۵۴

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ابن عدی' امام بخاری سے ناقل ہیں
میں نے اپنی الجامع میں صرف صحیح حدیثیں جمع کی ہیں اور بہت سی صحیح احادیث کو چھوڑ دیا ہے تاکہ طوالت نہ ہو۔

پھر احتیاط کا یہ عالم تھا کہ اپنی الصحیح میں کوئی حدیث اس وقت تک درج نہ کرتے جب تک کہ لکھنے سے پہلے غسل کرکے دوگانہ ادا نہ کرلیتے اور اس کی صحت کا یقین نہ ہو جاتا۔

کتاب کی تالیف کا آغاز بیت الحرام میں ہوا اور تراجمِ ابواب مسجدِ نبوی میں روضہ اور منبر کے درمیان بیٹھ کر لکھے۔

چونکہ یہ کتاب یحییٰ بن معین (۲۳۴ھ) کی نظر سے بھی گذری ہے۔ معلوم ہوا کہ ۲۳۳ھ تک مکمل ہوگئی تھی کیونکہ ابنِ معین کی وفات ۲۳۳ یا ۲۳۴ھ ہے۔

تراجمِ ابواب

امام بخاری نے اپنی کتاب میں استخراج مسائل فقہیہ کو موضوع بنایا ہے اوراس مقصد کی تکمیل کے لئے اپنی ساری علمی اور دماغی توانائیاں "فقہ الحدیث" کے مرتب کرنے پر صرف کردی ہیں اور تراجم ابواب میں جو فقہ مرتب کی ہے وہ فقہ المذاہب اور تقلیدی انداز کی فقہ نہیں ہے بلکہ مصنف کے اپنے اجتہاد و استنباط کے ثمرات ہیں اور یہ مصنف کا ایسا کارنامہ ہے جسے ہم پہلی اور آخری کوشش کہہ سکتے ہیں اس لئے واقعہ میں یہ مقولہ صحیح ہے۔

«فقه البخاری فی تراجمه» "بخاری کی فقہ اس کے تراجم میں ہے"

لیکن امام بخاری سید الفقہاء تھے اور ان کی فقہ دیکھنا مقصود ہو تو تراجمِ بخاری پر نظر ڈال کر دیکھ لیں۔ اس بنا پر نعیم بن حملو فرماتے ہیں: ۴۵۔

محمد بن اسماعیل فقیه هذه الامة کہ امام بخاری اس امت کے فقیہ تھے۔ کتاب الجامع الصحیح کے اس فقہی امتیاز کا اعتراف شارحین اور علماء نے برملا کیا ہے امام نووی لکھتے ہیں: لیس مقصوده بهذا الكتاب الاقتصار على الحديث وتكثير المتون بل مراده الاستنباط عنها والاستدلال لابواب ارادها من الاصول والفروع والزهد والاداب والامثال وغيرها من الفنون وهذا المعنى اخلى كثيرا من الابواب من اسناد الحديث واقتصر فيه فلان الصحابى عن النبى وغير ذلك وذكر فى التراجم كثيراً من الآيات القرآنيه وربما اقتصر فى بعض الابواب عليها لايذكر معها شيئا اصلاً

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"محمد بن اسماعیل اس اُمت کے فقیہہ ہیں ان کی کتاب سے مقصود صرف صحیح حدیث پر اقتصار اور کثرتِ متون نہیں بلکہ اس سے مراد ان سے استنباط اور ان ابواب کیلئے استدلال ہے جنکا مصنف نے ارادہ کیا خواہ انکا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے، زہد سے ہو یا آداب سے۔ اَمثال سے ہو یا دیگر فنون سے اس مقصد کیلئے بہت سے ابواب کو حدیث کی سندوں سے خالی کر دیا ہے اور اس لفظ پر اختصار کیا ہے (فلانٌ الصحابی عن النبی وغیر ذالک) اور آپ نے تراجم میں بہت زیادہ قرآنی آیات ذکر کی ہیں بسا اوقات بعض ابواب میں ان آیات پر ہی اقتصار کیا ہے اور ان کے ساتھ کوئی حدیث ذکر نہیں کرتے"

دراصل امام بخاری اس نظریہ کے پر زور حامی نظر آتے ہیں کہ کتاب و سنت میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔ لہذا قیاس و رائے کی ضرورت نہیں، امام المحدثین فرماتے ہیں ۴۶۔

لا اعلم شیئاً یحتاج الیه الا وهو الکتاب والسنة

"میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جس کی طرف احتیاج ہو اور وہ کتاب و سنت میں نہ ہو"

اس پر امام بخاری کے وراق نے سوال کیا کہ کیا کتاب و سنت سے ہر مسئلہ کی معرفت ممکن ہے اس پر امام نے فرمایا:

"کہ ہاں یہ ممکن ہے"۔

اور ممکن ہی نہیں بلکہ امام بخاری نے الجامع الصحیح میں عملاً اس کا مظاہرہ بھی کیا ہے اور ایک ایک حدیث پر متعدد تراجم قائم کرکے فقہ الحدیث کے لئے دروازہ کھول دیا ہے جیسا کہ فقہ البخاری کے تحت ہم اصول فقہ کی طرز پر اس کی امثلہ پیش کریں گے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ امام ابن حزم نے فقہ اسلامی میں "المحلّی" لکھ کر اس نظریہ کی تکمیل کر دی ہے۔

تجریدِ احادیثِ صحیحہ کی پہلی کوشش

الغرض "الجامع الصحیح" تجرید احادیث صحیحہ کی پہلی کوشش ہے اور امام بخاری نے اس میں یہ کمال کر دکھایا ہے کہ تراجم ابواب میں اقوال صحابہ و فتاوی تابعین کو مناسب طور پر جمع

۴۵۔ تاریخ بغداد ۲/۲۲ و تہذیب الکمال ۱۱۷۱

۴۶۔ الھدی الساری و تاریخ بغداد ۲/۸ و تہذیب التھذیب ۹/۵۴

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کر دیا ہے جس کے دو فائدے ہیں اول یہ کہ تجرید احادیث سے یہ نہ سمجھا جائے کہ محدثین کے نزدیک اقوال و آثار صحابہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے بلکہ محدثین کے نزدیک مخصوص شرائط کے تحت ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ اس سے پیشتر موطا امام مالک کی مثال موجود ہے۔

امام بخاری نے استخراج مسائل اور استنباط کے ذریعہ قوانین نقلیہ کو قواعد عقلیہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ہے اور دوسرے الفاظ میں ان کو معیارِ عقل پر پرکھا ہے جسے درایت سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ اور یہ وہ خوبی ہے جو امام بخاری کے بعد حافظ ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ ارشد ابن قیم کی تحریرات میں نمایاں نظر آتی ہے۔ اور پھر ابن حزم اور ابن تیمیہ نے تو عقل و نقل کی مطابقت پر مستقل کتابیں لکھی ہیں جن پر جدید اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے امام کی اس کوشش کی داد دی ہے۔ شرح تراجم میں لکھتے ہیں:

وكثيرا ما يستخرج الاداب المفهومة بالعقل من الكتاب والسنة بنحو من الاستدلال والعادات الكائنة في زمانه صلى الله عليه وسلم ومن ذلك لايدرك حسنه الا من مارس كتاب الآداب واجال عقله في ميدان آداب قومه ثم طلب لها من السنة اصلاً

> "اور عموماً ایسے تراجم ابواب ذکر کرتے ہیں جو کتاب و سنت میں انتہائی غور کے بعد حاصل ہوتے ہیں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ہونے والی عادات سے استدلال اور اس میں وہ بھی چیزیں ہیں جن کے حسن کا ادراک وہی شخص کر سکتا ہے جو صاحبِ فن ہے اور جس نے آداب کی کتاب پر مشق اور ہیشگی کی اور اپنی عقل کو اپنی قوم کے آداب کے میدان میں سرگرداں رکھا۔ پھر اس کے لیے سنت سے دلیل تلاش کی"

اور امام بخاری نے اس ضمن میں جو کمال کر دکھایا ہے ابن حجر نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ مقدمہ "الفتح" میں لکھتے ہیں: ۴۷۔

كذالك الجهة العظمى الموجبة لتقديمه وهي ماضمنته ابوابه من التراجم التي حيرت الافكار وادهشت العقول و الابصار

۴۷۔ مقدمہ الفتح ۴۱۳ ولذا قال ابو مصعب الزبيري : لوادركتُ مالكا و نظرتُ الى وجهه و وجه محمد بن اسماعيل لقلت كلاهما واحد في الفقه والحديث (تهذيب الكمال ۱۷۱)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"اسی طرح دوسری بڑی وجہ جو اس کی تقدیم کی موجب ہے یہ ہے کہ ایسے تراجمِ ابواب پر یہ کتاب مشتمل ہے جنہوں نے افکار کو حیرت میں ڈال دیا اور عقلوں اور نظروں کو مدہوش کر دیا"

یہی نہیں بلکہ موجودہ دور کے علماء نے بھی تراجم کی لطافت کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ مولانا انور شاہ کشمیری "فیض الباری" میں لکھتے ہیں ان المصنف بسباق غایات و صاحب آیات فی وضع التراجم لم یسبق به احد من المتقدمین ولم یستطیع احد ان یحاکیه احد من المتاخرین فهوالفاتح لذالك الباب وصار الخاتم، وضع فی تراجمه آیات تناسبها مما یتعلق من هذا الباب ونبه علی مسائل مظان الفقه فی القران بل اقامهانه ودل علی طرق التاسیس من القرآن وبه یتضح ربط الفقه والحدیث بالقرآن بعضه مع بعض وهذا من رفعة اجتهاده و ذلقه فی الاجتهادیات و بسطها فی التراجم قیل : ان فقه البخاری فی تراجمه. فکان فی تراجم المصنف علوم متفرقة فی الفقه واصوله والکلام اوما الیها باختصار وایجاز

"بے شک مصنف مقاصد میں آگے بڑھنے والے ہیں اور متحیر العقول تراجم ذکر کرتے ہیں متقدمین میں سے اس کام پر کسی نے پہل نہیں کی اور نہ ہی متاخرین میں سے کسی نے آپ کے مقابلے کی ہمت کی ہے۔ پس آپ ہی اس دروازے کو کھولنے والے ہیں اور آپ اس فن میں آخری ثابت ہوئے۔ آپ نے اپنے تراجم میں باب سے متعلق مناسب آیات بھی ذکر کی ہیں اور قرآن میں مذکورہ فقہی مسائل کی نشاندہی کی ہے بلکہ قرآن سے ان کو ثابت کیا ہے اور قرآن سے احکام اخذ کرنے کے طریقے بتائے ہیں۔ اسی وجہ سے فقہ اور حدیث کا قرآن سے اور قرآن کے بعض حصے کا بعض سے ربط واضح ہوتا ہے اور یہ آپ کے اجتہاد کی رفعت اور اجتہادیات میں صاحبِ ذوق ہونے کی علامت ہے آپ نے ان چیزوں کو تراجم میں بَسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ مصنف کے تراجم میں فقہ، اصول اور علمِ کلام کے متعلق مختلف علوم موجود ہیں۔ جس کی طرف بڑے اختصار و ایجاز کے ساتھ اشارہ کیا ہے"

اور پھر استنباط فقہ اس خوبی سے کیا ہے کہ ایک ہی حدیث سے مختلف مسائل کا استخراج کرتے چلے گئے اس طرح بعض احادیث متعدد ابواب کے تحت مکرر آگئی ہیں لیکن فقہ اسلامی میں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

توسیع کا دروازہ کھولا ہے اور یہ ایسا کارنامہ ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی اس سے متاثر ہو کر برملا اعتراف کرتے ہیں:
واراد ایضا ان یفرغ جهده فی الاستنباط من حدیث رسول الله و یستنبط من کل حدیث مسائل کثیرة

"اس طرح آپ نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے مسائل کے استنباط میں اپنی پوری کوشش صرف کر دیں اور ہر حدیث سے بہت زیادہ مسائل استنباط کریں"

اس طریق سے ہم آج بھی فقہ اسلامی کو فروغ دے سکتے ہیں موجودہ دور کے علماء میں احمد محمد شاکر محدث مصریؒ نے جب مسند احمد کی تبویب شروع کی تو انہوں نے بھی یہی طریق اختیار کیا مگر افسوس یہ کام مکمل نہ ہو سکا تاہم ان کے کام کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔

الغرض امام نوویؒ، حافظ ابن حجر اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے الجامع الصحیح کے تراجم ابواب کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ اور علامہ کرمانیؒ لکھتے ہیں اِنَّ ھٰذَا لَفَھْمٌ عَجِزَ عَنْہُ الْفُحُوْلُ اور حقیقت یہ ہے کہ کسی مصنف کی فہم و فراست، تبوع وتفقہ کا اندازہ کتاب کے عنوانوں سے ہو جاتا ہے اور امام بخاری نے عموماً" ظاہر حدیث کو چھوڑ کر اس کے خفی پہلو سے استنباط کیا ہے اور پھر اہم تراجم ابواب میں آثار صحابہ و تابعین درج کرکے کہیں تو اپنے اختیار کردہ مسلک کی طرف اشارہ کیا ہے اور بعض مواقع میں حدیث کی تاویل کے پہلو کو واضح کیا ہے اور تراجم ابواب کے ساتھ حدیث کی مناسبت یا مطابقت بیان کردی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری کے حل تراجم پر علماء نے مستقل تصانیف لکھی ہیں جن میں سے چند کا ذکر فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) کتاب ترجمان التراجم لابی عبداللہ محمد بن عمر بن رشید السبتی (م ۷۲۱ھ) حافظ ابن حجر عموماً" اس کتاب کا حوالہ دیتے ہیں۔ تاہم یہ کتابُ الصوم تک نامکمل ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: اطال فیه النفس ولم یکمل وصل الی کتاب الصیام و لوتم لکان فی غایة الافادة وانه کثیر الفائدة مع تقصر

"اس میں آپ نے طویل عرصہ لگایا لیکن مکمل نہ کر سکے صرف کتاب الصیام تک پہنچے۔ اگر یہ کام مکمل ہو جاتا تو انتہائی مفید ثابت ہوتا۔ اگرچہ اب بھی مختصر ہونے کے باوجود کثیر الفائدہ ہے"

ابن رشید کا ترجمہ "لحظ الالحاظ" میں ابن فہد [?] نے ذکر کیا ہے اور لکھا ہے:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

عال الاسناد. صحیح النقل، تام العنایۃ بصناعۃ الحدیث

"عالی الاسناد۔ نقل میں صحت اور فنِ حدیث کا مکمل اہتمام رکھتا ہے"

(۲) کتابَ مناسباتِ تراجم البخاری ۔ تصنیف قاضی القضاۃ الامام بدرالدین ابن جماعۃ یہ ابن المنیر کی کتاب کا ملخص ہے۔

(۳) المتواری علی تراجم البخاری' علامہ ناصر الدین احمد بن المنیر خطیبِ اسکندریہ (۶۸۳)اس میں چار سو منتخب ابواب کی شرح نہایت بسط کے ساتھ کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے "ہدیٰ الساری" میں اس کا ذکر کیا ہے اور فتح الباری کا مأخذ ہے۔ متعدد مواضع میں اس کے حوالہ جات مذکور ہیں۔ علامہ زین ابن المنیر کی شرح بخاری ہے جو دس جلدوں سے زائد ہے۔ ولہٗ حواش علی ابن بطال

(۴) علامہ محمد بن منصور السجلماسی نے "فالکَ اغراضُ البُخاری المُبھمۃ فی الجَمع بَین الحَدیثِ والتَرجمَۃ" لکھی جس کے نام سے کتاب کی افادیت واضح ہے صرف ایک سو منتخب تراجم کی شرح ہے۔

(۵) بدر الدین الدمامینی (۸۲۸ھ) کہ انہوں نے "تعلیق المصابیح علی ابواب الجامع الصحیح" لکھی ہے۔ ان کی "مصابیح الجامع" شرح بخاری بھی ہے۔

(۶) شرح التراجم پر ایک مختصر مگر جامع رسالہ شاہ ولی اللہ دہلوی نے "شرح تراجم الابواب" کے نام سے لکھا ہے۔ شروع میں تراجم کے متعلق چند اصول ذکر کئے ہیں پھر چار سو سے زائد تراجم پر مفصّل بحث کی ہے جو قابلِ مطالعہ ہے۔

علاوہ ازیں شارحین نے بھی تراجم پر شرح و بسط کے ساتھ بحث کی ہے جن میں ابن حجر اور علامہ عینی کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ اس بحث کے آخر میں تراجم کے متعلق علامہ ابن خلدون کی رائے نقل کرنا فائدہ سے خالی نہیں۔ وہ اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

فاما البخاری فاعلاھا رتبۃ واستصعب الناس شرحہ واستغلقوا منحاہ من اجل ما یحتاج الیہ من معرفۃ الطرق المتعددۃ و رجالھا من اھل الحجاز والشام والعراق و معرفۃ الاحوال واختلاف الناس فیھم و لذالک یحتاج الی امعان النظر فی التفقہ فی تراجمہ لانہ یترجم الترجمۃ ویورد فیھا الحدیث بسند او طریق ثم یترجم اخریٰ ویورد فیھا ذلک الحدیث بعینہ لما تضمنہ من المعنی الذی ترجم بہ الباب وکذلک فی ترجمۃ وترجمۃ الی ان یتکرر الحدیث فی ابواب کثیرۃ بحسب معانیہ واختلافھا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"جہاں تک امام بخاری ہیں تو اس معاملہ میں اعلیٰ رتبہ کے حامل ہیں لوگوں نے اس کی شرح کو صعب گردانا اور انہیں ابواب کی شرح میں انتہائی مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے کیونکہ ان کی شرح کے لئے متعدد طرق کی معرفت اور احادیث کے رجال جو کہ حجاز' عراق اور شام تک پھیلے ہوئے ہیں کے حالات سے واقفیت اور لوگوں کے اختلافات کا علم از حد لازی ہے۔ مزید برآں فقہ تراجم البخاری میں شارح کا عمیق النظر ہونا بھی لازی وصف ہے کیونکہ آپ ایک جگہ ایک ترجمہ ذکر کرتے ہیں اور اس میں سند یا طریق کے ساتھ حدیث ذکر کرتے ہیں پھر کسی اور مقام پر بعینہٖ اُسی حدیث کو کسی دوسرے ترجمہ کے تحت دوبارہ لاتے ہیں کیونکہ یہ حدیث اس دوسرے مضمون کو بھی شامل ہوتی ہے۔ اور جا بجا مختلف تراجم میں یہ معاملہ ہوتا ہے حتی کہ ایک حدیث مختلف معانی کی مناسبت اور اختلاف کے باعث متعدد مقامات پر ذکر ہو جاتی ہے۔"

الغرض امام بخاری نے "الجامع الصحیح" کو اس پہلو سے بھی جامع بنایا ہے کہ تراجم میں تقلیدی فقہ کی بجائے تحقیقی فقہ پیش کی ہے اور فقہ اہل الرائے پر تنقید کی ہے۔ نیز امام بخاری نے ان نظریاتی تحریکات کا بھی جائزہ لیا ہے جو اس دور میں اسلامی معاشرہ کے لئے چیلنج کی حیثیت اختیار کرچکی تھیں۔ معتزلہ و جہمیہ نے صفاتِ باری تعالیٰ کی نفی کردی تھی اور خوارج و مرجئہ نے ایمان و کفر کے پیمانے مقرر کر رکھے تھے اور شیعہ و خوارج نے نظریہ خلافت و حکومت کے سلسلہ میں انتشار پھیلا رکھا تھا۔ امام بخاری نے الجامع میں ان تمام نظریات کو سامنے رکھ کر اپنی کتاب کو مرتب کیا ہے۔ مولانا عبدالسلام المبارکپوری کتاب کی جامعیت اور صحت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

صحیح بخاری ہی ایک ایسی کتاب ہے جس پر صحیح اور جامع دونوں کا اطلاق ہوتا ہے جامعیت کی یہ حالت ہے کہ کیفیت وحی اور ابتدائے وحی (جس سے اسلام کی بناء قائم ہوتی ہے) سے لے کر تمام فنون عقائد و عبادات معاملات' سیر' بدءُ العالم' غزوات و تفسیر' فضائل طب' آداب' رقاق اور توحید وغیرہ ۵۸ فنونِ اسلامیہ کی جامع کتاب لکھی۔ ملکی سیاسی قوانین کے علاوہ روز مرہ کے جزوی معاملات کس طرح صاف اور روشن دلائل سے مستنبط کئے۔ غرض بَعدَ کِتابِ اللّٰہ یہ ایسی کتاب ہے جو دین اور دنیا دونوں کے معاملات کو سلجھاتی ہے اور مصنّف کے تمام فنون میں قابلیت کی شہادت دیتی ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اب اس کے بعد بھی مخالفین اگر صحیح بخاری کی عام قبولیت پر شور و شغب مچائیں تو کب قابل التفات ہے۔

ع: مہ نورمے فشاند و سگ بانگ میزند

امام بخاری نے کتاب العلم میں مصطلح الحدیث یا درایت حدیث کے اہم اصول واضح شکل میں مدوّن کردیئے اور اس دور میں یونیورسٹیوں کے نظامِ تعلیم میں بہت سے اصول ایسے ہیں جو اسلامی طریقِ تعلیم سے ماخوذ ہیں اور امام بخاری نے ان اصولوں کو محدّثانہ انداز میں کتاب و سنت سے ثابت کیا ہے۔ علاوہ ازیں مصنف نے "الجامع الصحیح" میں قواعد فنیّہ مصطلحہ کا بھی بھرپور مظاہرہ کیا ہے اور ان کی رعایت سے اپنے فنِ کمال کو اوج تک پہنچا دیا ہے۔ جیسا کہ اس کے بعد صحیح بخاری کی فنی حیثیت پر بحث میں آرہا ہے۔

فی الحال ہم صحیح بخاری کے چند فقہی اصولوں کی نشان دہی کرتے ہیں جو کتاب الاعتصام یا کتاب الاحکام میں امام بخاری نے صراحتاً" یا اشارۃً" بیان کئے ہیں:

(۱) کتاب و سنت چونکہ جوامع کلمات پر مشتمل ہیں اس لئے ان دونوں سے ہر مسئلہ مستنبط ہوسکتا ہے (کمامر)

(۲) دینِ اسلام، اصول و احکام کی حد تک مکمل ہوچکا ہے لہٰذا ان سے تمام مسائل کا استنباط ہوسکتا ہے۔

(۳) سنت قولی فعلی اور تقریری حجت ہے نیز "احسنُ الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت آپ کے شمائل بھی سنت میں داخل ہیں اور علماء نے شمائل نبوی پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

(۴) جو حکم سنت سے ثابت ہو وہ کتاب الٰہیہ میں داخل ہے۔

(۵) اگر رائے و قیاس نصوص کتاب اللہ کے خلاف ہوں تو مذموم ہیں اور اگر قیاس کی بناء کتاب و سنت پر ہو تو وہ قیاسِ محمود ہے۔

(۶) فرضی طور پر رائے و قیاس کا استعمال وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ میں داخل ہے۔

(۷) کسی حکم کی تفہیم کے لئے تشبیہ و تمثیل سے کام لیا جاسکتا ہے اور یہ رائے و قیاس نہیں ہے۔ اس کو امام بخاری "تَشْبِیۡہُ اَصْلٍ مَعْلُومٍ بِاَصْلٍ مُبَیَّنٍ" سے بیان کرتے ہیں ابنِ بطال لکھتے ہیں کہ تشبیہ و تمثیل دراصل قیاس ہی کی ایک صورت ہے۔

(۸) اجماعِ امّت حجت ہے اور امام مالک کے نزدیک اجماعِ اھلِ مدینہ بھی حجت ہے۔

علامہ کرمانی لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وعبارة البخاری مشعرة بان اتفاق اهل الحرمین کلیهما اجماع

"اور امام بخاری کی عبارت سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اہلِ حرمین کا اتفاق "اجماع" ہے" تاہم اجماع سکوتی

حجت نہیں ہے جیسا کہ .... میں اشارہ پایا جاتا ہے۔

(۹) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احکام میں اجتہاد کے مجاز تھے؟ آیت "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ" عمومِ نفی پر دالّ ہے۔

(۱۰) رافضہ اور خوارج کا یہ زعم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کسی پر مخفی نہیں رہ سکتے لہٰذا جو احکام بعض سے مخفی ہیں وہ حجت نہیں ہوسکتے۔

امام بخاری نے اس نظریہ کا ردّ کیا ہے اور اخبار آحاد پر عمل کرنے کو اِجماعی مسئلہ جتایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریری حدیث کی حجیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اجماعِ سکوتی حجت نہیں ہے۔

(۱۱) "بابُ الاحکامِ تعرفَ بالدلائلِ" کے تحت بیان کردہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر دلیل خاص نہ ہو تو دلیلِ عام سے استدلال کیا جائے گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حُمر کے متعلق سوال پر "وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ" آیت تلاوت فرمائی۔

(۱۲) جب حکم مُجمل ہو تو اس کی وضاحت قرائن سے کی جائے گی

(۱۳) اشارہ سے حکم مستنبط کرنا جائز ہے جیسا کہ (فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ) اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ابوبکرؓ آپؐ کے بعد خلیفہ ہوں گے۔ (قولِ حکیم دہلوی)

(۱۴) امام بخاری "سدّ الذرائع و اعتبارُ المقاصد" کے قائل ہیں۔ حافظ ابن حجر حدیث "انما الاعمال بالنیات" کے تحت لکھتے ہیں:

والاستدلال بهذا الحديث على سدالذرائع و ابطال التحيل من اقوى الادلة وتبع ف ذلك مالكاً

فتح الباری ۱۵/۳۶۰

"اس حدیث سے سدّ ذرائع اور حیل کے باطل ہونے پر استدلال کرنا چند قوی دلائل میں سے ایک ہے اور اس میں وہ امام مالک کے تابع ہیں"

(۱۵) نصوص کی موجودگی میں نظر و قیاس سے استدلال جائز نہیں۔ (قالہ المهلب)

(۱۶) نہی تحریم کے واسطے ہے اور صیغۂ امر وجوب کے لئے مستعمل ہے الّایہ کی اباحت یا کراہت پر کوئی دلیل ہو جیسا کہ حضرت جابرؓ کا قول ہے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الاهلال من العمرة اصيبوا من النساء ولم يعزم عليهم وقول ام عطية نهينا عن اتباع الجنائز ولم يعزم علينا

"رسول اکرمؐ نے عمرہ سے اہلال کے بعد فرمایا کہ عورتوں کے پاس جاؤ اور یہ ان پر لازم نہیں کیا گیا تھا۔ اور جس طرح امّ عطیہ کا فرمان ہے کہ ہم جنائز کے پیچھے جانے سے روکے گئے اور یہ ہم پر لازمی بھی نہیں ہے۔"

اور امام مالک اور شافعی کا بھی یہی مسلک ہے کہ

اى الامر على الايجاب والنهى على التحريم حتى يقوم دليل على خلاف ذلك قال ابن بطال وهذا قول جمهور و قول اكثر الشوافع الامر على الندب والنهى على التحريم حتى يدل دليل على الوجوب فى الامر و دليل التحريم فى النهى انتهى .

"یعنی امر کی کی دلالت وجوب پر ہے اور نہی تحریم کے لئے ہے حتیٰ کہ کوئی دلیل اس کے خلاف واقع ہو۔ ابن بطال نے کہا اور یہی جمہور کا قول ہے اور اکثر شوافع کا قول یہ ہے کہ امر ندب کے واسطے ہے اور نہی تحریم کے لئے حتیٰ کہ کوئی ایسی دلیل پائی جائے جو امر کی وجوب پر دلالت کروائے اور نہی کی تحریم پر۔"

(۱۷) حدیث تقریر سے استدلال کرتے ہیں (باب ضربُ الدف ج ۱۱ ص ۱۰۸)

قصۃ نکاح عبدالرحمٰن بن عوف (۱۱ / ۴۸)

——— اطلاق سے استدلال جیسا کہ آیت وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً کہ اس میں صدقات مطلق ہے اسی طرح فریضتہ اور حدیث میں ہے "ولو خاتما من حدید"

——— استدلال بالالحاق وھو نوع من القیاس (باب المھر بالعروض و خاتم من حدید' باب استعارۃ الثیاب وغیرھا) قال الحافظ :

ليس من شئى من احاديث الباب ذكر و انما يوخذ منها بطريق الالحاق ومن مقتضى قول عائشة

"احادیث میں ترجمہ سے کوئی ظاہری مناسبت نہیں تاہم یہ مناسبت حضرت عائشہ کے قول کے مقتضیٰ اور طریقِ الحاق سے ہی پائی جا سکتی ہے۔"

——— کبھی ایسے لفظ سے استدلال کرتے ہیں جس میں دو معنی کا احتمال ہوتا ہے۔

——— "عدمُ المفھوم" سے استدلال صحیح ہے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

الاستدلال بعدم المفهوم (واهجروهن فی المضاجع) اشار فی هجرة النبی صلی الله علیه وسلم نسائه بانه لیس لقوله تعالی فی المضاجع۔ مفهوم

"اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بیویوں سے دور رہنے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اللہ تعالی کے فرمان "فِي الْمَضَاجِعِ" میں مفہوم نہیں"

—— تقیید مطلق سے استدلال کرلیتے ہیں بشرطیکہ وہاں پر تقیید کے دلائل موجود ہوں (باب مایکرہ من ضرب النساء)

—— "مفہوم" امام بخاری کے نزدیک حجت ہے۔

—— نبی کریمؐ کے تمام افعال مطلقاً حکم پر دلالت نہیں کرتے جیسا کہ آپ کا فرمان "اِنِّي لَا آكُلُ مُتَّكِئًا" منع پر دال نہیں ہے۔ (ص ۷۱ / ۲)

باب الترغیب فی النکاح لقوله تعالی: فانکحوا ماطاب لکم (الآیة) قال الحافظ: وجه الاستدلال انها صیغة امر تقتضی الطلب واقل درجاته الندب فثبت الطلب

—— ضمیر خطاب یا صیغۂ تخاطب، مخاطبین کے ساتھ حکم کی تخصیص نہیں کرتے۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا

اشار ان الشافعی لایخص وهو کذلك اتفاقا وانما الخلاف هل یخص نصا او استنباطاً

"اس میں یہ اشارہ ہے کہ تخاطب خصوصیت کا فائدہ نہیں دیتا اور یہ متفقہ بات ہے اختلاف اس میں ہے کہ کیا یہ نصاً خاص کرتا ہے یا استنباطاً"

• الاستدلال باللزوم: باب تزویج المعسر (حدیث ابن مسعود) تزویج الثیبات (حدیث ام حبیبة)، باب الی من ینکح (الخ) قال الحافظ: اشتملت الترجمة علی ثلاثة احکام و تناول الاول والثانی واضح واما الثالث فیوخذمنه باللزوم

—— لزوم سے استدلال: جیسا کہ تنگدست کی شادی کروانے کے باب میں ابن مسعودؓ کی حدیث اور بیوہ عورتوں کی شادی کے بارے میں حدیثِ ام حبیبہؓ ہے اور کس سے شادی کی جائے کے باب میں ——

حافظ ابن حجر نے فرمایا

"یہ ترجمہ تین احکام کو شامل ہے اور پہلے، دوسرے کا مفہوم تو واضح ہے اور تیسرے کا معاملہ یہ ہے کہ وہ لزوم سے اخذ کیا جائے گا" الخ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

---- جو باتیں نبی اکرمؐ کی خصوصیات سے نہیں ہیں ان میں دوسرے بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ اس پر "عورت کا اپنے نفس کو نبی اکرم کے لئے پیش کرنے والے قصہ" سے استدلال کیا گیا ہے۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا ومن لطائف البخاری انه

لما علم الخصوصیة فی قصة الواهبة استنبط من الحدیث مالا خصوصیة فیه وهو جواز عرض المرءة علی الرجل الصالح رغبة فی صلاحه فیجوز له ذلك

"لطائفِ بخاری" میں سے یہ بھی ہے کہ "واہبہ" کے قصہ میں انہیں خصوصیت کا علم ہوا تو انہوں نے اس سے وہ بات اَخذ کی جس میں کوئی خصوصیت نہیں اور وہ ہے ---- عورت کا اپنے آپ کو کسی نیک آدمی پر اس کی نیکی کی وجہ سے پیش کرنے کا جواز۔---"

---- یستدل بالعموم لوجود الصلاحیة الا ما دل الدلیل علی اعتباره وهو استثناء الکافر (باب الکفاءة فی الدین و قوله تعالی (وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسباً و صهراً) حافظ ابن حجر نے فرمایا

ذهب الی مذهب مالك فی اعتبار الکفاءة بالدین فان فی النسب من لایحل نکاحه وصهر عام الا ما خصه الدلیل فلا تحل نکاح المسلمة بالکافر اصلا ولم یثبت فی اعتبار الکفاءة بالنسب حدیث وما ورد من الاحادیث فلیست بصحیحة والی اعتبار الکفاءة بالدین ذهب ایضا الشافعی والله اعلم

----باب مایتقی من شؤم المرأة وقوله تعالی ان من ازواجکم (الایة) فان من ههنا للتبعیض قال الحافظ ابن حجر: کانه یشیر الی اختصاص الشؤم ببعض النساء دون بعض مما دلت علیه الآیة من التبعیض

باب لایتزوج اکثر من اربع اس میں رافضہ کا رد ہے کہ وہ تحدید کے قائل نہیں ہیں۔ مصنف نے تحدید کے لئے آیت "مَثْنیٰ وَ ثُلَاثَ وَ رُبَاعَ" سے استدلال کیا ہے کہ واوٗ بمعنی اَوْ ہے اور اعداد مذکور میں تخییر ہے۔ جیسا کہ اس کے بعد "فَاِنْ خِفْتُمْ فَوَاحِدَۃً" سے مفہوم ہوتا ہے' پس آیت میں جمیع سے نکاح کی اجازت دی ہے نہ کہ مجموع سے جیسا کہ آیت "اُولِیْ اَجْنِحَةٍ مَثْنیٰ وَ ثُلَاثَ وَ رُبَاعَ" میں واوٗ بمعنی اَوْ ہے اور حدیث سے اس کی تبیین ہوتی ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حضرت علی بن حسین نے مثنٰی و ثلاث و رباع کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ واؤ بمعنی اَوْ ہے یعنی تنویع کے لئے ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

وهذا من احسن الادلة على الرافضة لكونه من تفسير زين العابدين وهو من ائمتهم الذين يرجعون الى قولهم ويعتقدون عصمتهم ــ والله اعلم

علامہ کرمانی نے "الردود و النقود" میں فقہ الصحیح پر خصوصی توجہ دی ہے۔

شروط البخاری

اس باب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) نے نہایت دقیق و مفید بات کہی ہے وہ اپنی کتاب "فتح الباری" میں لکھتے ہیں:

حدیثِ صحیح کی روایت میں امام بخاری کی شروط کو دو طریق سے اخذ کیا جاسکتا ہے

(i) خود کتاب کے نام سے جو امام بخاری نے رکھا ہے

(ii) امام کے تصرف سے استقراء کے ذریعہ جو عموماً ائمہ نے بیان کی ہیں

پہلی بات ہم دیکھتے ہیں کہ امام بخاری نے اپنی کتاب کا نام "الجامع الصحیح المسند المختصر مِنْ حدیثِ رسول اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وسُنَنِہِ و ایامِہِ" رکھا ہے۔

۱) الجامع کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے حدیث کی کسی ایک صنف کو خاص نہیں کیا بلکہ حدیث کے "انواعِ ثمانیہ" سے انتخاب کیا ہے۔ اس بنا پر اس کا نام الجامع رکھا ہے۔

۲) "الصحیح" کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ضعیف روایت درج نہیں کی گئی۔ چنانچہ امام بخاری نے خود بھی تصریح کی ہے ما ادخلت فی الجامع الا ما صح

"میں نے اپنی "الجامع" میں صحیح احادیث ہی درج کی ہیں"

۳) "المسند" اس سے بتایا ہے کہ اصل میں وہ احادیث لائیں گے جن کی اسناد متصل اور مرفوع ہوگی، عام اس سے کہ وہ حدیث قولی، فعلی ہو یا تقریری۔ اور اگر کسی موقع پر اس کے خلاف آیا ہے وہ تبعاً اور عرضاً آیا ہے نہ کہ اصل مقصود کے لحاظ سے۔

اب رہی دوسری صورت یعنی مصنف کے تصرف سے استقراء اور تتبع، تو علماء نے اس پر طبع آزمائی کی ہے اور یہ دراصل امام بخاری کے نزدیک صحیح حدیث کی تعریف جاننے پر

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

موقوف ہے اور امام بخاری کے نزدیک صحتِ حدیث کے لئے اتصالِ اسناد شرط ہے۔ یعنی راوی کی اپنے مروی عنہ سے لقاء ہو جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تصریح کی ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر مزید لکھتے ہیں کہ امام بخاری اس راوی کی حدیث لاتے ہیں جو "مَا كَثُرَ صُحْبَتُهُ مَعَ شَيْخِهِ وَأَعْرَفُهُمْ بِحَدِيثِهِ" ہو۔ اور اگر اس صفت پر نہ ہو تو اس کی روایت متابعات میں لے آتے ہیں جبکہ قرینہ ہو کہ راوی نے اس کو ضبط کیا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء نے صحیح بخاری کو "اصح الکتب" کہا ہے' اب ہم استقراء کے متعلق علماء کے خیالات مفصل بیان کرتے ہیں۔

علامہ حازمی کی رائے

اوپر جو کچھ حافظ ابن حجر کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے دراصل یہ علامہ حازمی[1] کی رائے ہے جو انہوں نے "شروط الائمہ الخمسہ" میں امام بخاری کی شرط کی وضاحت کے سلسلہ میں ذکر کی ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

جن محدثین نے حدیثِ صحیح لانے کا التزام کیا ہے وہ مشائخ سے راوی عدل کا التزام کرتے ہیں اور جس سے وہ روایت کرے وہ بھی عدل ہو۔ کیونکہ مشائخ سے روایت کرنے والے صحیح اور موصول دونوں قسم کی روایت کرتے ہیں اور یہ دوسری قسم شواہد و متابعات میں لانے کے قابل تو ہو سکتی ہے' اصول میں لانے کے قابل نہیں ہوتی۔ اس کی وضاحت کے لئے ہم رواۃ کو پانچ طبقوں میں تقسیم کرتے ہیں تاکہ صحیحین اور سُنن کی روایات میں تفاوتِ درجات کی نشان وہی ہو سکے۔

طبقاتِ رواۃ

ہر راوی الاصل یعنی جو کثیر الروایہ راوی ہو' علماء نے اس کے اصحاب کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے اور ہر طبقہ کا مقام و مرتبہ متعین کیا ہے مثلاً" امام زھری کے تلامذہ کے پانچ طبقے ہیں:

(۱) جو عدل و اتقان میں تام ہوں اور کمالِ حفظ کے ساتھ متصف ہوں اور پھر ان کو زھری کے ساتھ طولِ ملازمت کا شرف بھی حاصل ہو اور حضر و سفر میں امام زھری کے ساتھ رہے ہوں' امام زھری کی احادیث کو جانچنے کا موقعہ ملا ہو۔ اس طبقہ کی روایت امام بخاری اصالتاً" لاتے ہیں۔

(۲) عدل و ضبط میں پہلے طبقہ کے ساتھ شریک ہو مگر طبقہ اولی کی مثل طولِ ملازمت

(۱) ھو الحافظ زین الدین ابی عبداللہ محمد بن موسیٰ الحازمی المتوفی ۵۸۴ھ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حاصل نہ ہو اور نہ ہی روایات کی پوری طرح ممارست کا موقع ملا ہو اور اتقان میں بھی پہلے طبقہ سے کمتر ہو۔ اس طبقہ کی روایات امام مسلم تو اصالۃً لاتے ہیں لیکن امام بخاری متابعات اور شواھد میں لاتے ہیں۔

(۳) وہ جماعت جو طبقہ اولی کی طرح امام زھری سے اتصال تو رکھتی ہو لیکن عواملِ جرح سے سالم نہ رہی ہو یعنی ردّ و قبول میں بین بین سی ہو یہ امام ابوداؤد اور امام نسائی کی شرط ہے یعنی اس طبقہ کی روایت کو وہ بطور استدلال لے آتے ہیں۔

(۴) جو جرح و تعدیل میں طبقۂ ثالثہ کے ہم درجہ ہوں لیکن زھری کی حدیث کی ممارست بھی بہت کم کی ہو کیونکہ زھری کے ساتھ رہنے کا ان کو بہت کم موقع ملا ہو۔ ایسے رُواۃ جامع ترمذی کی شرط ہیں۔

(۵) طبقہ ضعفاء و مجہولین جن کی روایات ابوابِ احکام کی کتابوں میں صرف اعتبار و استشہاد کے طور پر لائی جاسکتی ہیں، جیسا کہ اصحابِ سنن کرتے ہیں۔ شیخین ان کے نزدیک تک نہیں جاتے۔

آمدم بر سرِ مطلب

اس کے بعد علامہ حازمیؒ لکھتے ہیں:

امام بخاری کا مقصود پہلے طبقہ کی روایت کو جمع کرنا ہے مگر کبھی دوسرے طبقہ کے اعیان سے بھی لے آتے ہیں۔ اور امام مسلم دوسرے کے بعد تیسرے طبقہ کے اعیان کی روایت لے آتے ہیں اور امام ابوداؤد تیسرے کے بعد چوتھے طبقہ کے مشاھیر سے بھی۔ حازمی کے اس کلام کی تلخیص کے بعد ابن حجرؒ لکھتے ہیں: ۲۔

"طبقاتِ رواۃ کی یہ درجہ بندی مکثرین کے حق میں ہے۔ لہٰذا زھری کے اصحاب پر نافع، اعمش اور قتادہ وغیرھم کے اصحاب کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔

باقی رہے غیر مکثرین، تو شیخین صرف انہی کی حدیث پر اعتماد کرتے ہیں جو ثقہ عدل ہوں اور قلتِ خطا کے ساتھ متصف ہوں، پھر جس پر اعتماد قوی ہو۔ تفرد کی صورت میں بھی اس کی روایت لے آتے ہیں جیسے یحیٰ بن سعید انصاری وغیرہ اور جس پر اعتماد قوی نہ ہو تو اس کی روایت مقرون لاتے ہیں"۔

اب اس کے بعد مقدسی اور امام حاکم کی تتبع اور استقراء پر نظر ڈالیں۔ حافظ ابوالفضل بن طاہر المقدسی اپنی کتاب "شروط الائمہ" میں لکھتے ہیں

(۲) الھدی الساری ج۱ ص۱۰

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ولم ينقل عن و احدمنهم انه قال شرطت ان اخرج فى
كتابى مايكون على الشرط الفلانى و من سبركتبهم يعلم بذلك شرط كل رجل منهم

"ان میں سے کسی نے بھی نہیں کہا کہ میں نے اپنی کتاب فلاں شرط ملحوظ رکھتے ہوئے ترتیب دی ہے۔ جو آدمی ان کتب کا بغور مطالعہ کرتا اور کھنگالتا ہے وہ استقراء کے ذریعے ان شروط کو پا سکتا ہے"

اس کے بعد تتبع اور استقراء سے شیخین کی شروط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اعلم ان شرط البخارى و مسلم ان يخرجا الحديث المتفق على صحته نقله الى الصحابى المشهور من غير اختلاف بين ثقات الاثبات اويكون اسناد متصلا غير مقطوع وان كان للصحابى راويان فصاعداً فحسن وان لم يكن له الا راو واحد وصح الطريق اليه اخرجاه

"جاننا چاہیئے کہ امام بخاری اور مسلم رحمہم اللہ کی یہ شرط ہے کہ ایسے راوی سے حدیث لیں گے جس کی صحت متفقہ ہو اور وہ اس حدیث کو ثقات' ضابط راویوں کے اختلاف کے بغیر اتصالاً" مشہور صحابی سے روایت کرے' اور اگر صحابی سے دو یا دو سے زیادہ راوی روایت کریں تو بہت بہتر ہے تاہم اگر ایک ہی راوی صحیح طریق سے مع اتصالِ سند روایت کرے تو اس کی روایت بھی کتاب میں لے آئیں گے"

لیکن امام حاکم "معرفۃ علوم الحدیث" اور "المدخل" میں صحابہ سے نیچے ہر درجہ میں دو راویوں کا ہونا شیخین کی شرط قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

امام بخاری اور مسلم نے صحیح احادیث کے اقسام میں درجہ اولیٰ کو اختیار کیا ہے یعنی وہ حدیث جو صحابیٔ مشہور' رسول اللہ سے روایت کرے' پھر اس سے دو ثقہ تابعین روایت کریں اور تابعی سے دو متقن اور مشہور تبع تابعین روایت کریں' پھر اس سے طبقہ رابعہ کے راوی روایت کریں اور بخاری اور مسلم کے شیوخ بھی حافظ متقن اور مشہور ہوں۔ ۳۔

ایک اعتراض علامہ حازمی نے شروط بخاری میں جو طولِ ملازمت کی شرط لگائی ہے اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ امام بخاری تو صحتِ حدیث کے لئے مطلق لقاء کی شرط لگاتے ہیں "ولو مرۃ" تو یہ ملازمتِ طویلہ کی شرط کہاں سے آگئی۔۔؟

(۳) شروط الائمہ الستہ ص ۱۰ والتعلیق ج ۵ ص ۴۲۳، ۴۲۴ و ۴۲۴

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

علماء نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ لِقَاءَةً مَرَّةً کی شرط طبقہ ثانیہ میں ہے جن کی احادیث توابع اور شواہد کے طور پر لائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ابن الوزیر "التنقیح" میں لکھتے ہیں:۴؎

وانه قد يخرج احيانا عن اعيان الطبقه التى تلى هذه فى

الاتقان والملازمة لمن رووا عنه فلم يلازموه الا ملازمة يسيرة

"اور کبھی کبھی وہ اس طبقہ سے بھی روایت لیتے ہیں جو اتقان اور ملازمت کے اعتبار سے اس طبقے سے کمتر ہیں اور انہوں نے فقط ایک مرتبہ ملاقات کافی سمجھی ہے۔"

لہٰذا اس پر کچھ اعتراض نہیں ہے اور نہ ہی تضاد ہے۔

بعض اوقات ایک راوی ثقہ ہوتا ہے لیکن بعض دوسرے رجال سے اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے جیسے حماد بن سلمہ کے متعلق ہے "اَثْبَتُ النَّاسِ فِی ثَابِتِ الْبُنَانِی" لیکن محدثین نے لکھا ہے کہ ثابت کے علاوہ کسی دوسرے سے روایت میں ضعیف ہے۔ مثلاً" ایوب' داؤد بن ابی ھند' یحیی بن سعید' عمرو بن دینار وغیرھم سے اس کی روایت ضعیف ہے "لِاَنَّهٗ یُخْطِئُ فِیْ حَدِیْثِهِمْ کَثِیْرًا" تو ایسے ثقہ سے شیخین روایت لے آتے ہیں۔

اسی طرح بہت سے ثقات جو "متہم بالبدعۃ" ہیں ان کی ایک جماعۃ سے بھی شیخین نے روایت لی ہے جو "داعی الی البدعۃ" نہ تھے اور اکثر محدثین نے ایسے اھلِ بدعت سے احتجاج کیا ہے۔ ۵؎

ابن طاہر المقدسی' امام حاکم کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام حاکم کی بیان کردہ شرط حسن ہے لیکن یہ قاعدہ "غرائبُ الصحیحین" میں ٹوٹ جاتا ہے مثلاً" امام بخاریؒ اور مسلمؒ وفات ابی طالب کے قصہ میں "مسیب بن حزن" کی حدیث لائے ہیں مگر اس سے یہ حدیث سعید بن مسیب نے ہی روایت کی ہے اس طرح امام بخاری عمرو بن تغلب کی حدیث "اِنِّی لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَالَّذِیْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ" لائے ہیں جبکہ عمرو بن تغلب سے صرف حسن بصری نے ہی روایت کی ہے۔ اس طرح امام مسلم اپنی الصحیح میں کتاب الایمان و النذور "باب من حلف باللات و العزی" میں زھری کی روایت کے بعد لکھتے ہیں:

(۴) ص ۱۰۳ و شروط الائمہ حازمی

(۵) تدریب الراوی ۲۱۷ - ۲۱۹

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قال ابوالحسین (مسلم) لایرویه احد غیر الزهری قال: للزهری نحوتسعین حرفا (حدیثا مرسلا) لایشارکه فیہا احد باسانید جیاد

"امام ابوالحسین مسلمؒ نے فرمایا کہ زہریؒ کے علاوہ اس سے کوئی روایت نہیں کرتا اور کہا' زہری کی اس سے تقریباً" ۹۰ روایات ایسی ہیں جو مُرسل ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی اعلیٰ سند کے ساتھ شریک نہیں ہوا ہے"

علامہ ذہبی لکھتے ہیں: عدی بن عمیر

الکندی و مرادس السلمی اخرج لهما مسلم وما روی عنهما غیر قیس بن ابی حازم وقطبة ابن مالک خرج له مسلم وما حدث عنه سوی زیاد بن علاقة وخرج مسلم لطارق بن اشیم وماروی عنه الا ولده ابومالک الاشجعی وخرج لنبشة الخیر وماوری عنه الا ابوالملیح الهذلی

"عدی بن عمیر الکندی اور مرداس اسلمی کی احادیث امام مسلمؒ نے ذکر کی ہیں۔ قیس بن ابی حازم اور قطبہ بن مالک کے ماسوا کوئی دوسرا ان دونوں سے روایت کرے تو اس کی روایت بھی لے آتے ہیں سوائے زیادہ بن علاقہ کے۔ اور امام مسلم طارق بن اشیم اور طارق سے اس کے بیٹے ابومالک الاشجعی کی بھی روایت لے آتے ہیں اپنی کتاب میں۔ نبیشہ بن خیر کی روایت اور جو ان سے روایت کرے ان کی بھی امام مسلم اپنی کتاب میں احادیث لائے ہیں لیکن جب ابوالملیح الهذلی نبیشہ سے روایت کرے تو نہیں ذکر کرتے"

یہ چند امثلہ ہم نے ذکر کی ہیں جو امام حاکم کے دعویٰ کی تردید کے لئے کافی ہیں کہ شیخین صرف انہی سے روایت کرتے ہیں جن سے دو یا دو سے زیادہ راوی ہوں۔

امام حاکم کے اس قول سے علامہ حازمی نے یہ سمجھا ہے کہ امام حاکم اول تا آخر دو راوی عدل قرار دیتے ہیں اور ابوالعباس قرطبی نے بھی حازمی کے بالتبع امام حاکم پر اعتراض کیا ہے کہ "اثنین عن اثنین" والی روایات تو صحیحین میں بہت کم پائی جاتی ہیں ۶۔ تاہم امام حاکم کا یہ مطلب نہیں ہے ۷۔ کیونکہ صحیحین میں غرائب بھی ہیں مثلاً" ابوجمیلہ ــــــ کہ ان سے زہری کے سوا کسی نے بھی صحت سند کے ساتھ روایت نہیں کی۔ ۸۔

(۶) شروط الائمہ للحازمی ص ۳۳-۳۵ (۷) جامع الاصول مقدمہ (۸) شروط الائمہ ۳۳

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ربیعہ بن کعب سلمی کہ ان سے صرف ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن ہی راوی ہیں ۹۔ اور امام ذہبی نے بخاری میں دس ایسے صحابہ کے نام ذکر کیئے کہ ان سے صرف ایک ہی راوی ہے۔ ۱۰۔

صحابہ کی حد تک تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو تو امام حاکم نے بھی مستثنیٰ کیا ہے جیساکہ سخاوی نے لکھا ہے۔ ۱۱۔ اور غیر صحابہ کے سلسلہ میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ۱۲۔

والشرط الذی ذکرہ الحاکم وان کان منتقضاً فی حق بعض الصحابہ الذین اخرج لھم لکنہ معتبر فی حق من بعدھم فلیس فی الکتاب حدیث اصل من روایۃ من لیس لہ الا راو واحد فقط

"اور وہ شرط جس کو امام حاکم نے ذکر کیا ہے اگرچہ صحابہ اس سے مستثنیٰ ہیں لیکن بعد میں آنے والے راویوں میں یہ شرط معتبر ہے۔ کتاب میں ایسے راوی کی کوئی حدیث نہیں ہے جس سے صرف ایک راوی نے روایت کی ہو"۔

پس امام حاکم کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کے بعد کے رواۃ صحیحین کے ہر راوی سے فی الجملہ دو کا روایت کرنا ضروری ہے تاکہ جہالت سے نکل جائے یہ نہیں کہ اس خاص حدیث میں یہ ضروری ہے۔ پھر حافظ لکھتے ہیں:

"علوم الحدیث" میں تو حاکم نے فی الجملہ حدیثِ صحیح کے لئے دو کی روایت کو شرط قرار دیا ہے مگر "المدخل" میں صرف صحیحین کی حدیث کے لئے اس کو شرط قرار دیا ہے لہٰذا "المدخل" کی بنسبت "علوم الحدیث" کی عبارت پر زیادہ اعتراض ہے۔"

ابو حفصؒ المیانجی نے حازمی سے بڑھ کر دعویٰ کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ شیخین نے اپنی کتابوں میں صحتِ حدیث کے لئے عدد کی شرط لگائی ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب "مالا یسَعُ المحدِّثَ جہلہ" میں لکھتے ہیں: ۱۳۔ ان شرط الشیخین فی صحیحھما ان لا یدخلا فیھما الا ماصح عندھما وذلک مارواہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنان فصاعدا ونقلہ عن کل واحد من الصحابۃ اربعۃ من التابعین فما کثروا وان یکون عن کل واحد من التابعین اکثر من اربعۃ

(۹) شروط الائمہ للمقدسی ۱۵ (۱۰) سیر اعلام النبلاء ج ۸ ص ۲۵۳۔۲۵۴ وایضاح ج ۱۲ ص ۴۷۰
(۱۱) فتح المغیث ص ۱۸ (۱۲) ہدی الساری ج ۱ ص ۶ (۱۳) ص ۱۰۹ النکت لابن حجر ۲۴۱ ج ۱

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"شیخین نے اپنی صحیح میں یہ شرط لازم کی ہے کہ صرف اسی سے روایت لیں گے جو ان کے نزدیک صحیح ہو اور وہ نبیؐ تک دو یا دو سے زیادہ راویوں سے روایت کرے اور لازمی ہے کہ صحابہ سے اس حدیث کو چار تابعین نے سنا ہو اور تابعین سے بھی کم از کم چار راویوں نے اس حدیث کا سماع کیا ہو"۔

ابو حفصؒ کے اس قول کی تردید کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ شیخین میں سے کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا اور صحیحین میں کتنی ایسی احادیث ہیں جن کو صرف ایک ہی صحابی نے روایت کیا ہے اور ان میں کتنی ایسی احادیث ہیں جن کو صرف ایک ہی تابعی نے روایت کیا ہے جیساکہ امام مسلم کی تصریح گزر چکی ہے۔

اور مطلق صحیح حدیث میں عدد کی شرط تو ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ وغیرہ سے بھی منقول ہے۔ امام شافعی نے الرسالہ (۳۶۹ - ۴۵۸) میں خبر واحد کے وجوبُ العمل ہونے پر باب قائم کیا ہے اور اصولِ فقہ کی اصطلاح میں اخبار آحاد "ان اخبار کو کہا جاتا ہے جو متواتر نہ ہوں عام اس سے کہ اس کا راوی ایک ہو یا ایک سے زیادہ"۔

معتزلہ نے قبولِ خبر کے لئے چار کی شرط لگائی ہے۔ ابو علی الجبائی المعتزلی ابی الحسین کی کتاب المعتمد کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ۴۳

ان الخبر لایقبل اذا رواہ العدل الواحد الا اذا نضم الیہ خبر عدل آخر (الخ)

"اس عادل راوی کی اس وقت تک حدیث قبول نہ کی جائے گی جب تک کہ وہ اکیلا روایت کرے۔ حتیٰ کہ اس کے ساتھ ایک اور عادل راوی کی روایت بھی مل جائے"۔

علاوہ ازیں ابو منصور البغدادی نے "اثنین عن اثنین" کی شرط لگائی ہے اور انہوں نے اپنے دلائل میں چار احادیث پیش کی ہیں:

. قصۃ ذی الیدین فی السھو فی الصلاۃ، قصۃ ابی بکر فی میراث الجدۃ. قصۃ عمر مع ابی موسیٰ الاشعری فی الاستئذان، قصۃ علی استحلاف من حدثہ

" (i) ذوالیدین کا نماز میں بھولنے والا قصہ (ii) ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دادی کی میراث والا واقعہ (iii) عمر بن خطابؓ کا حضرت موسیٰ اشعریؓ سے اِستیذان والا قصہ (iv) حضرت علیؓ کا روایت پر قسم لینے والا واقعہ"

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ان چاروں احادیث کا جواب بالکل واضح ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے

۱۔ ذوالیدین کی خبر قبول کرنے میں توقف اس ظاہری شک کی وجہ سے تھا کہ اکابر صحابہ کی موجودگی میں یہ اکیلا خبر دے رہا تھا ورنہ متعدد مواقع پر آپؐ نے اکیلے کی خبر پر اعتماد کیا ہے دیکھئے بخاری' کتاب اخبار الاحاد

۲۔ حضرت صدیق اکبر نے محض تثبت کے لئے توقف کیا ورنہ حضرت صدیق نے کفن کی مقدار میں حضرت عائشہ اکیلی کی روایت پر عمل کیا۔۔۔۔ وغیرہ

۳۔ حضرت عمرؓ بھی تثبت چاہتے تھے کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمر کے انکار پر یہ حدیث سنائی تھی ورنہ حضرت عمرؓ نے مجوس ہجر سے جزیہ کے بارے میں اکیلے عبدالرحمٰن بن عوف کی خبر پر عمل کیا۔ اسی طرح طاعون سے فرار کے سلسلہ میں بھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی خبر پر عمل کیا علاوہ ازیں بہت سے واقعات ہیں جن میں حضرت عمر نے خبر واحد پر اعتماد کیا۔

۴۔ حضرت علیؓ کے استحلاف والی روایت اولاً تو ضعیف ہے کہ اس کے تمام طرق میں اسماء بن الحکم الفزاری ہے۔ امام بخاری "التاریخ الکبیر" میں لکھتے ہیں:

لم یروعنہ الاھذا الحدیث و حدیث الاخرلم یتابع علیہ

"اس سے اس حدیث کے علاوہ کسی حدیث کی روایت نہیں کی گئی اور دوسری حدیث کی متابعت نہیں ہے"

اور صحابہ کرام روایات پر قسم نہیں لیتے تھے۔

الغرض اسماء بن الحکم مجہول ہے اور اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تو احتیاط میں مبالغہ پر محمول ہے

صحیحین کی ارجحیت

اب یہاں ہم صحیحین کی ارجحیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کا تعلق صحیحین کی شرط سے ہے اور احناف نے اس کی نفی کرکے حنفی فقہ کو مؤید کرنے کی کوشش کی ہے۔

ابن الھمام "التحریر فی الاصول" اور "فتح القدیر" شرح ھدایہ میں لکھتے ہیں:

کون ما فی الصحیحین راجحاً علی ماروی برجالھما فی

غیرھما اوما تحقق فیہ شرطھما بعدامامۃ المخرج تحکم

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

یعنی صحیحین کی ارجحیت ان کے رجال کے معتبر شروط کی وجہ سے ہے۔ اگر وہی شروط ان رواۃ کی حدیث میں پائی جائیں جو حدیث کی دوسری کتابوں (سنن وغیرہ) میں ہے تو پھر ما فی الصحیحین پر اصحیت کا حکم لگانا سراسر تحکم ہے۔ ۱۵۔

ابن الھمام کی دونوں جگہ کلام کا مطلب ایک ہی ہے یعنی دوسری حدیث کی کتابوں میں بھی انہی رجال کے ساتھ حدیث پائی جائے تو پھر صحیحین کو راجح کہنا خلافِ واقعہ ہے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں

کسی معین راوی پر یہ حکم لگانا کہ اس میں شروطِ عدالت و ضبط قطعی طور پر پائی جاتی ہیں یہ بھی خلافِ واقع ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ اس میں شروطِ قبولیت متحقق نہ ہوں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحیح مسلم میں بہت سے رواۃ ہیں جو عواملِ جرح سے بری نہیں ہیں۔ یہی حال صحیح بخاری کا ہے کہ رواۃ کی ایک جماعت پر جرح کی گئی ہے معلوم ہوا کہ ائمہ اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرتے ہیں کہ فلاں راوی متصف بصفاتِ قبولیت ہے اور فلاں نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ایک محدث ایک راوی کی تضعیف کرتا ہے اور دوسرا اس کی توثیق کرتا ہے اور دونوں اپنے اپنے علم کے مطابق حکم لگاتے ہیں۔ واقعہ کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے۔

ابن الھمام کے اعتراض کا جواب

اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے کہ صحیحین کی ارجحیت صرف رجال اور شروط پر موقوف نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو بلاشبہ انہی رواۃ سے خارج از صحیحین روایت بھی صحیحین کی روایت کی مثل ہوسکتی تھی۔ مگر یہاں پر ارجحیت کے دیگر عوامل بھی ہیں جو صحیحین کے سوا دوسری کتابوں میں نہیں پائے جاتے۔

علماء نے احادیثِ صحیحہ کی درجہ بندی کی ہے اور ان کے سات درجے قرار دیئے ہیں اور وہ درجہ بندی جو مقدمہ ابن الصلاح میں مذکور ہے ۱۶۔ تمام علماء اس پر متفق ہیں:

(i) ما اتفق علیہ البخاری و مسلم (ii) ما انفرد بہ البخاری
(iii) ما انفرد بہ مسلم (iv) صحیح علی شرطھما ولم یخرج واحد منھما

(۱۴) المعتمد لابی الحسین البصری ج ۱ ص ۶۲۲
(۱۵) التحریر مع التیسیر ج ۳ ص ۱۲۶ و فتح القدیر
(۱۶) ابن الصلاح ص ۲۳

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(v) صحیح علی شرط البخاری (vi) صحیح علی شرط مسلم
(vii) صحیح عند غیرھما

پس صرف رجالِ اسناد کی بات نہیں ہے بلکہ صحیحین کو تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے بھی ارجحیت حاصل ہے اور اس فضیلت میں کوئی دوسری کتاب ان کی سہیم و حصہ دار نہیں ہے۔

دراصل مثل رجال قرار دینے سے احناف کی غرض یہ ہے کہ فقہاء حنفیہ اور محدثین کے مابین معارضہ پیدا کرکے حنفیت کی تائید کے لئے راستہ ہموار کیا جائے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی "شرح سفر السعادۃ" کے مقدمہ میں ابن ہمام کی اس تنقید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وھذا مفید نافع فی غرضنا من شرح ھذا الکتاب وھو تائید المذھب الحنفی

"اس کتاب کی شرح ہمارے مقصد کے اعتبار سے مفید اور نفع بخش ہے اور اس میں حنفی مذہب کی تائید ہے"۔

شیخ دہلوی کی اس تصریح سے صاف ظاہر ہے کہ ابن الھمام اس تنقید سے حنفیہ کے لئے راستہ نکالنا چاہتے ہیں کیونکہ صحیحین دو ایسی کتابیں ہیں جن میں حنفیت کے خلاف زیادہ مواد پایا جاتا ہے۔ کاش احناف یہ کوشش نہ کرتے اور امام بخاری کے بلند مرتبہ ہونے پر حسد سے کام نہ لیتے امام بخاری کی شخصیت وہ ہے کہ ابن المدینی جیسے علل حدیث کے علامہ ان کی قدر و منزلت کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر صحیحین کے فضل و مرتبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: لم یبق

سبیل الی ضبط ماراعاہ واحتاطاہ علی مبلغ کمالھما وخبرتھما فی دقائق التصحیح والعلل فی کتابیھما وقد ثبت انھما اخرجھما عن الوف من الصحاح الثابتۃ عندھما حتی قال البخاری احفظ مائۃ الف حدیث صحیح ومائتی الف حدیث غیر صحیح وقال مسلم لیس عندی کل شئی من الصحیح وضعتہ ھھنا وانما وضعت ھھنا ما اجمعوا علیہ فدققنا النظر فی التصحیح عندھما واخرجا منھا اللب

"شیخین نے انتہائی احتیاط اور فنِ تصحیح و علل میں اپنی کمال واقفیت کی بنا پر اپنی صحیحین میں احادیث درج کرنے میں محنت میں کوئی کمی نہیں کی اور تحقیق میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں جانے دیا جبکہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے لاکھوں صحاح احادیث سے ان روایات کو اپنی کتاب میں درج کرنے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کے لئے اخذ کیا۔ حتیٰ کہ امام بخاری نے فرمایا کہ مجھے ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث حفظ ہیں اور امام مسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنی تمام صحیح روایات اِس کتاب میں جمع نہیں کر دیں بلکہ فقط وہ احادیث شامل کی ہیں جن کی صحت پر اجماع ہے۔ مزید برآں بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے ان احادیث کی صحت کی چھان پھٹک میں بہت دقّتِ نظر سے کام لیا ہے"

اور یہ تدقیق اور مغز کا نکالنا ان کی شروط کی بنا پر ہے اور چونکہ شروط کی انہوں نے تصریح نہیں کی لہٰذا ضروری ہے کہ بعینہٖ ان رجال سے روایت لائی جائے اور امام نوویؒ بھی لکھتے ہیں: "علماء کا کسی روایت کو علیٰ شرطِ شیخین کہہ دینے سے مراد یہ ہے کہ اس روایت کے راوی صحیحین کے رجال میں سے ہیں" (مقدمہ)

اور شیخین کے زمانہ اور اس کے بعد شیخین کے برابر کا کوئی حاذقِ فن نہیں ہوا' لہٰذا علی شرط الشیخین کا مطلب یہی ہے کہ ان کے رجال سے روایت لائی جائے اور انہی رجال سے روایت لانے سے شیخین کی ارجحیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ یعنی ارجحیت پھر بھی قائم رہے گی اس کی متعدد وجوہ ہیں:

۱) شیخین کا کسی حدیث کی تصحیح کا مدار صرف راوی کی عدالت اور اتصال پر نہیں ہے بلکہ راوی کے اپنے مروی عنہ سے طولِ ملازمت اور اس کی حدیث کی ممارست پر ہے۔

(کمامر فی بیان الطبقات)

۲) بسا اوقات شیخین ان ثقات سے روایت کرتے ہیں جو مخصوص اشخاص سے روایت میں ضعیف سمجھے گئے ہیں لیکن شیخین ان سے ان لوگوں کی حدیث لاتے ہیں جن میں ضعف نہیں ہوتا مثلاً" ھشیم ثقہ ہے مگر زھری سے اس کی روایت ضعیف ہے۔ اسی طرح ھمام ثقہ ہے مگر ابنِ ھمام سے اس کی روایت ضعیف ہے حالانکہ یہ دونوں راوی صحیحین کے ہیں لیکن شیخین ان کی روایت زھری اور ابن جریج سے نہیں لاتے جن سے ان کی روایت ضعیف سمجھی گئی ہے۔ اس بنا پر ابن الصلاح لکھتے ہیں: (مقدمہ شرح مسلم لابن الصلاح: ص ۸)

من حکم لشخص بمجرد روایة مسلم عنه فی صحیحه بانه من شرط الصحیح فقد غفل واخطأ بل ذلك یتوقف علی النظر فی کیفیة روایة مسلم عنه وعلی ای وجه اعتمد علیه

"جو آدمی فقط امام مسلم کا کسی شخص سے اپنی کتاب میں روایت لانے کو اس کا پیمانہ سمجھ بیٹھے کہ یہ تو راوی علیٰ شرطِ صحیح ہے تو ایسا آدمی واضح غلطی پر ہے۔ اسے دیکھنا ہوگا کہ امام مسلم نے اس سے کس کیفیت میں حدیث حاصل کی اور کن باتوں کو ملحوظ خاطر رکھا اور کس بنا پر اعتماد کیا؟

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۳) جو لوگ ان کے رجال سے ملفق اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں اسے بھی علی شرط صحیحین نہیں کہہ سکتے مثلاً"

سماک عن عکرمہ عن ابن عباس

کہ سماک رجال مسلم سے ہے اور عکرمہ رجال بخاری سے لہٰذا ملفقاً" ان کی روایت کو علی شرط الشیخین نہیں کہہ سکتے۔

۴) شیخین نے ایک راوی سے اختلاط سے قبل روایت لی ہوتی ہے اب اختلاط سے بعد والی روایت کو علی شرط احدھما نہیں کہہ سکتے مثلاً" احمد بن عبدالرحمٰن ابن اخی عبداللہ بن وھب کی روایت جو ۲۵۰ھ کے بعد (جب امام مسلم مصر سے چلے آئے تھے) مختلط ہوگیا تھا لہٰذا اختلاط سے بعد والی روایت کو علی شرط مسلم نہیں کہہ سکتے۔

۵) امام مسلم بعض ضعفاء کی روایاتِ صحیحہ درج کرتے ہیں جیسا کہ معترض نے بیان کیا ہے مگر وہ روایات متابعات و شواھد میں لاتے ہیں اصالتہً نہیں۔ لہٰذا صحیح کے مقصد کے خلاف نہیں ہیں پس ایسی روایت کو علی شرط مسلم نہیں کہہ سکتے۔

۶) بعض اوقات امام مسلم غیر اثبات کی اس روایت کو بھی لے آتے ہیں جو اثبات نے بھی ان شیوخ سے روایت کی ہوتی ہے لیکن وہ سند نازل کے ساتھ ہوتی ہے اور امام مسلم علو والی روایت لاتے ہیں مثلاً" اسباط بن نصر، قطن اور احمد بن عیسیٰ سے روایت پر جب ابوزرعۃ نے ملامت کی تو امام مسلم نے معذرت کی اور کہا

انما أدخلت من حديثهم ماروواه الثقات عن شيوخهم الا انه ربما وقع الى عنهم بارتفاع ويكون عندى برواية اوثق منهم بنزول فاقتصره على ذلك

"میں نے اپنی صحیح میں ان ثقہ راویوں کی حدیث ذکر کی ہے جو اپنے ثقہ شیوخ سے حدیث بیان کریں الا یہ کہ میرے پاس کسی ثقہ راوی کی عُلوّ والی روایت ہو اور اس سے اوثق کی روایت بھی موجود ہو جو کہ نازل ہو تو تب میں عالی روایت کو ذکر کرتا ہوں اور اوثق کی روایت ترک کر دیتا ہوں"

(مقدمہ صحیح مسلم للنووی)

اور اس کا باعث صرف عُلو ہی نہیں ہوتا بلکہ متہم راوی کی روایت میں متعدد محاسن بھی پائے جاتے ہیں مثلاً" بخاری کی بعض اسانید میں مروان مذکور ہے تاہم وہ روایت دوسرے طریق سے بھی آئی ہوتی ہے اس لئے امام بخاری مروان والی روایت لے آتے ہیں تو یہ کوئی اعتراض کی چیز نہیں ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مثلاً "علی بن حسین بن علی بن ابی طالب عن مروان بن الحکم والی روایت! تو جو حقیقت حال سے آگاہ نہیں وہ مروان کو علی بن حسین کا شیخ سمجھ لیتا ہے وَھٰذَا وَاللّٰہِ لَجَفَاءٌ عَظِیْمٌ اور محدثین باوجود اس کے کہ ان کو کسی راوی کے کذاب ہونے کا علم ہوتا ہے مگر اس سے وہ روایت لے لیتے ہیں جو کذب نہیں ہوتی کیونکہ وہ ثقات سے مروی ہوتی ہے سفیان کے متعلق مشہور ہے وہ کہا کرتے: حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ وَھُوَ کَذَّابٌ

پس ہمارے اس بیان سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ دوسروں کی شیخین کے رجال سے روایت مساوات کی مقتضی نہیں ہے۔

۷) اگر ابن ماجہ وغیرہ کی بعض اسانید کو صحیحین کی اسانید کے برابر بھی فرض کرلیں تو پھر بھی دوسری کتابوں کی مرویات صحیحین کے مساوی نہیں ہوسکتیں کیونکہ علل متن کی معرفت میں دوسرے مشائخ امام بخاری اور مسلم کے برابر نہیں ہوسکتے لہٰذا صحیحین کی روایت اصحاب التصانیف میں ارجحیت کا وصف قائم رہے گا۔ ابن الصلاح نے مقدمہ میں ایسی امثلہ ذکر کی ہیں جو صحتِ سند کے باوجود معلول ہیں۔

۸) ہم ذکر کر آئے ہیں کہ صحیحین کو تلقی بالقبول کی خصوصیت حاصل ہے جو تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اور یہ ایسی خصوصیت ہے کہ جو دوسری کسی کتاب کو حاصل نہیں ہے اور اس کا تعلق نفسِ صحت کے ساتھ ہے، اس بنا پر صحیحین کی آحاد بھی وجوبِ عمل میں قطعی ہیں اور جن اسانید پر جرح کی گئی ہے ان میں بھی ہم کہتے ہیں کہ شیخین نے ان کی روایت کے شفاف ہونے میں اپنی طاقت صرف کی ہے اور ان اسانید کی تصحیح کی ہے اور جرح کرنے والے شیخین کے مقابلہ میں ہیچ ہیں لہٰذا ان کی جرح غیر معتبر ہے۔ اور علماء نے ہر حدیث پر اعتراض کے جوابات دیئے ہیں اور اس پر مستقل رسالے لکھے گئے ہیں اور پھر امام دار قطنی وغیرہ جرح کرنے والے بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کا تدارک ہوسکتا ہے۔ صحیحین کی ارجحیت کی یہ آٹھ وجوہ ہیں ان میں سے بعض کی تفصیل آئندہ قول "الحاکم علی شرطھما" میں آرہی ہے۔

یہ بحث دراصل شرط الصحیحین کا تتمہ ہے جسے الگ شذرہ کی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

(مرتب)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قول الحاکم علی شرطهما

امام حاکم کی "المستدرک" پر مختلف علماء نے اظہار خیال کیا ہے۔ جن میں ابنُ الصلاح اور ان کے بالتبع ابن دقیق العید اور امام ذہبی ہیں۔ ابن الصلاح لکھتے ہیں

امام حاکم شرطِ صحیح میں متساھل ہیں، اس لئے ان کے بارے میں توسط سے کام لیا جائے جس حدیث پر صحت کا حکم لگانے میں منفرد ہوں اگر وہ صحیح نہیں ہے تو من قبیلِ حسن ہے لہٰذا وہ قابل عمل و احتجاج ہے الا یہ کہ اس میں سبب ضعف ظاہر ہو جائے۔ ۱۸ے

علامہ مالینی کی رائے

اس کے برعکس علامہ مالینی لکھتے ہیں : ۱۹ے

طالعت المستدرک علی الشیخین الذی صنفه الحاکم من اوله الی آخره فلم ار فیه حدیثاً علی شرطهما

"میں نے امام حاکم کی تصنیف "مستدرک علی الشیخین" کا شروع تا آخر مطالعہ کیا ہے اور مجھے اس میں کوئی بھی حدیث شیخین کی شرط پر نہیں ملی"

حافظ عبدالغنی المقدسی (۶۰۰ھ) کا قول ہے : نظرت الی وقت املائی علیک هذا الکلام فلم اجد حدیثا علی شرط البخاری ومسلم لم یخرجاه الاثلاثة احادیث ۲۰ے

(۱) حدیث انس : یطلع علیکم الان رجل من اهل الجنة (مستدرک ومسند احمد ۱۶۶/۳ فی حدیث طویل)

(۲) حدیث الحجاج بن علاط لما اسلم قال یارسول الله ان لی اهلا ومالا وانی ارید ان آتیهم فأنا فی حل ان قلت شیئاً الحدیث ۲۱ے

(۳) حدیث علی : لایؤمن العبد حتی یومن باربع ۲۲ے

"آپ کو املا لکھواتے ہوئے میری اس کلام پر نگاہ پڑی۔ پس میں نے اس کتاب میں شیخین کی شرط پر تین احادیث کے ماسوا کسی حدیث کو نہیں پایا"

(۱۸) مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۸ (۱۹) احمد بن محمد بن احمد الانصاری الھروی (۴۱۲ھ)

(۲۰) طبقات سبکی ۱۶۵/۴ توضیح الافکار ۶۵/۱ وعزاه الی الذہبی فی النبلا،

(۲۱) رواہ عبدالرزاق فی المصنف بطولہ (۴۶۶/۵) و طبقات ابن سعد (۲۶۹/۴) و مسند احمد (۳/ ۱۳۸) و تحفتہ الاشراف (۱/ ۱۵۳) (۲۲) المستدرک (۱/ ۳۲)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

علامہ ذہبی نے المالینی کے قول پر تعاقب کیا ہے اور لکھا ہے: هذا غلو واسراف والا ففي المستدرک جملة وافرة على شرطهما وجملة كثيرة على شرط احدهما وهوقدرالنصف وفيه نحوالربع مماصح سنده اوحسن وفيه بعض العلل ٢٤ وباقيه مناكير وواهيات وفيه موضوعات افردتها في جزء

"امام مالینی" کا یہ قول افراط و تفریط کا شکار ہے۔ وگرنہ مجھے مستدرک میں بے شمار احادیث دونوں یا کسی ایک کی شرط پر ملی ہیں اور ان کی تعداد تقریباً" تمام کتاب کا نصف ہے جو کہ علی شرطِ شیخین ہیں اور تقریباً" چوتھائی احادیث صحیح یا حسن درجے کی ہیں۔ کچھ احادیث معلول بھی ہیں' کچھ مناکیر اور موضوعات بھی ہیں جنہیں میں نے اپنی کتاب میں ذکر کر دیا ہے۔ ۲۳۔

حافظ ابن حجر بھی تقریباً" ذہبیؒ کے تبصرہ کی حمایت کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں "مستدرک کی متعدد اقسام ہیں۔ ہر قسم کی تقسیم ممکن ہے' کچھ شروط کے ساتھ تو کہہ سکتے ہیں کہ کوئی روایت ایسی نہیں ہے جس کی اصل یا نظیر کو شیخین نے روایت نہ کیا ہو"۔

اب ہم اصل بحث پر آتے ہیں کہ جب امام حاکم یہ کہتے ہیں

الحديث صحيح على شرطهما ولم يخرجاه

"یہ حدیث بخاری و مسلم کی شروط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اس حدیث کو نہیں ذکر کیا"۔

تو اس جملہ کا کیا مطلب ہے؟ علماء نے اس کی تشریح میں بھی اختلاف کیا ہے اور ہر ایک نے تتبع سے اپنی رائے قائم کی ہے۔

ابن الصلاح' ابن دقیق العید اور علامہ ذہبی تو علی شرطھما سے بعینہ رواۃ اور رجال لیتے ہیں۔ لیکن علامہ عراقی نے اس کی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ مستدرک کے خطبہ میں امام حاکم نے خود لکھا ہے وانا استعين الله تعالى على اخراج احاديث رواتها ثقات قد احتج بمثل رواتها الشيخان او احدهما

(۲۳) تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۰۴۲-۱۰۴۳

(۲۴) طبقات سبکی ۴/۱۶۵ (۲۵) النکت للعراقی ص ۳۰

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"اور میں ایسی احادیث کو اپنی کتاب میں لانے کے لئے اللہ کی توفیق کا طالب ہوں کہ جو ثقہ سے مروی ہوں یا ان سے مروی ہوں جنہیں امام بخاری' مسلم یا کسی ایک نے اپنی کتب میں بطورِ حجت ذکر کیا ہو"

جس سے واضح ہوتا ہے کہ بعینہٖ رجالِ صحیحین مراد نہیں ہیں بلکہ ان کی صفات کے رجال مراد ہیں۔ اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ "ھا" ضمیر کا مرجع احادیث ہوں یعنی شیخین نے ان جیسی احادیث سے استدلال کیا ہو۔ ۲۵۔

یہ صحیح ہے کہ مثل کا لفظ غیریت کو چاہتا ہے لیکن محاورہ میں "مثل الشیئی" کا لفظ عین شیئی پر بھی بولا جاتا ہے۔ پس عین رجال مراد لینا زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ جب کسی حدیث کی اسناد میں ایسا راوی ہوتا ہے جو صحیحین کا راوی نہیں ہوتا تو امام حاکمؒ ایسی حدیث کے بعد "علی شرطهما" نہیں کہتے بلکہ "هٰذا حَدِیثٌ صحیح الاسناد" کہتے ہیں: ۲۶۔

مثلاً" باب التوبہ میں ایک حدیث عن ابی عثمان عن ابی هریرہ مرفوعا" ہے:"لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ" امام حاکم نے اس کی تخریج کے بعد صرف "هذا حدیث صحیح الاسناد" کہا ہے اور لکھا ہے

وابو عثمان هذا لیس هو النهدی ولو كان النهدی لحكمت بالحدیث علی شرطهما

"اور یہ ابو عثمان ــــــــ النھدی نہیں ہے اگر یہ "النہدی" ہوتا تو میں اس حدیث پر "علی شرطِ شیخین" کا حکم لگاتا"

پس امام حاکم کے اس قول سے حافظ ابن الصلاح وغیرہ کی تائید ہوتی ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ امام حاکم نے احادیث پر صحت کا حکم لگانے اور "لم یخرجاہ" کہنے میں تساہل سے کام لیا ہے۔ تاہم علی شرطهما کی تشریح میں مزید تفصیل کی ضرورت ہے' جو حسب ذیل ہے:

(الف) یہ "علی شرطهما" کا حکم کل رواۃ کے مجموعہ کے اعتبار سے ہوتا ہے ورنہ بعض احادیث کی اسانید ملفق ہوتی ہیں۔ یعنی شیخین نے انفرادا" ان رواۃ سے احتجاج کیا ہوتا ہے لیکن اجتماعا" نہیں۔ لہٰذا ایسی اسناد کو علی شرطهما نہیں کہہ سکتے مثلاً" "سفیان بن حسین عن الزهری" کہ یہ دونوں صحیحین کے راوی ہیں اور سفیان فی نفسہ ثقہ بھی ہے مگر زھری سے ضعیف ۲۷ ہے اس لئے سفیان بن حسین عن الزهری کے مجموعہ کو علی شرطهما نہیں کہہ سکتے اور محدثین جب "فلان عن فلان ضعیف" کہتے ہیں تو اس کا بھی یہی مطلب ہوتا ہے۔

(۲۶) المستدرک ۲۴۹/۴ (۲۷) وفی التقریب ثقة فی غیر الزهری باتفاقهم

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اسی طرح اگر کسی اسناد میں دو راوی ایسے ہوں کہ ایک سے بخاری نے احتجاج کیا ہو اور دوسرے سے مسلم نے، مثلاً" شعبہ عن سماک بن حرب ۲۸۔ عن عکرمہ عن ابن عباس کہ سماک سے امام مسلم نے احتجاج کیا بشرطیکہ اس سے راوی ثقہ ہو اور امام بخاری نے صرف عکرمہ سے احتجاج کیا ہے تو ایسی اسناد کو بھی علی شرطھما نہیں کہہ سکتے۔

اور پھر یہ بھی شرط ہے کہ اس اسناد میں کسی مدلس کا عنعنہ نہ ہو اور نہ ہی مختلط راوی ہو۔ جس سے بعد از اختلاط روایت لی گئی ہو کیونکہ ایسی سند کو بھی علی شرط الشیخین نہیں کہہ سکتے، ہاں اگر مدلس کی تحدیث ثابت ہو جائے اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ مختلط سے قبل از اختلاط روایت لی گئی ہے تو اس کو علی شرط الشیخین کہہ سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا شروط کے ساتھ المستدرک میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسی حدیث ہوگی جس کی نظیر یا مثل صحیحین میں نہ ہو یا شیخین نے اصول میں اس کو روایت نہ کیا ہو۔ تاہم المستدرک میں بہت سی روایات ہیں جن کی صحیحین میں بھی تخریج کی گئی ہے لیکن امام حاکم نے توہما "ولم یخرجاہ" کہہ دیا ہے۔ ۲۹۔

المستدرک میں ایسی روایات بھی ہیں جن کے رواۃ سے شیخان نے تخریج کی ہے، لیکن ان کو شواھد و متابعات یا تعالیق میں ذکر کیا ہے یا مقرون بغیرہ مذکور ہیں یا کوئی ایسا راوی ہے جو رجال صحیحین سے ہے مگر تفرد یا ثقات کی مخالفت کی وجہ سے اس سے گریز کیا ہے، مثلاً" امام مسلم نے اپنی صحیح میں العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ھریرہ کے نسخہ سے بعض روایات درج کی ہیں لیکن وہ بھی جن میں تفرد نہیں ہے۔ اور باقی روایات کو چھوڑ دیا ہے جن میں تفرد پایا جاتا ہے لہٰذا ان باقی کو علی شرطھما نہیں کہہ سکتے حالانکہ نسخہ ایک ہی ہے۔ ۳۰۔

امام حاکم نے "المدخل" میں ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس میں ان رواۃ کا ذکر کیا ہے جن کی احادیث شیخین متابعت اور شواھد کے طور پر لاتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کی روایات کو علی شرطھما کہہ دیا ہے، حالانکہ ان رواۃ کی احادیث درجہ "الصحیح" سے کم تر ہیں اور شاذ و نادر ضعیف بھی ہیں اور اکثر احادیث درجہ حسن پر ہیں اور پھر امام حاکم تقسیم ثنائی کے قائل ہیں جو حسن کو صحیح میں داخل کرتے ہیں تاہم علی شرطھما کہنے پر ان سے مناقشہ کیا جائے گا۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں "وَھٰذَا الْقِسْمُ ھُوَ عُمْدَةُ الْكِتَابِ"

---

(۲۸) سماک بن حرب الذھلی الکوفی قال فی التقریب: صدوق و روایتہ عن عکرمہ خاصتہ مضطربتہ وقد تغیر باخرہ مات ۱۲۳ھ

(۲۹) المستدرک ۲۳۰/۴ (۳۰) ملخص من النکت لابن حجر ج ۱ ص ۳۱۴ ـــ ۳۲۰

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

المستدرک میں اس نوع کی احادیث بہت ہیں جو صحیحین میں نہ تو اصالتہً مذکور ہیں اور نہ ہی شواہد و متابعات میں۔ مگر امام حاکم ان کو ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ کہہ دیتے ہیں مثلاً "باب التزین ۲۹۔ للعیدین" میں ہے "اللیث عن اسحاق بن بزرج عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما" اس روایت کے بعد امام حاکم لکھتے ہیں ۳۱۔

لولاجهالة اسحق لحكمت بصحته

"اگر اسحٰق جہالت سے متصف نہ ہوتا تو میں اس کی روایت کو صحیح گرداننا"

اس کے بعد حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"بڑی آفت یہ ہے کہ اس قسم کی احادیث "المستدرک" میں مذکور ہیں اور امام حاکم نے ان پر صحت کا حکم لگایا ہے۔"

مزید برآں امام حاکم نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم عن ابیہ کا ترجمہ "المستدرک" میں درج کردیا اور یہاں تک کہہ دیا ہے:

هذا حديث صحيح الاسناد وهواول صحيح ذكرته لعبدالرحمن

"یہ حدیث سنداً صحیح ہے اور یہ پہلی صحیح حدیث ہے جس کو میں نے عبدالرحمٰن سے ذکر کیا ہے"

راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ وہی حدیث ہے جسے قصہ آدم میں حافظ ابن کثیر نے البدایہ (۸۱/۱) میں ذکر کیا ہے (رَأَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) اور لکھا ہے رواہ الحاکم والبیہقی وابن عساکر و عبدالرحمن بن زید عن ابیہ ضعیف مگر حافظ ذہبیؒ نے اس کے متعلق لکھا ہے۔ المستدرک ۶۱۵/۲

موضوع وعبدالرحمن واه رواه عنه عبدالله بن مسلم الفهرى ولاادرى من ذا؟

"موضوع حدیث ہے اور عبدالرحمٰن کچھ بھی نہیں ہے اس سے عبداللہ بن مسلم الفہری نے روایت کیا ہے مجھے معلوم نہیں یہ کون ہے؟"

پھر امام حاکم نے خود ہی "کتاب الضعفاء" میں اسی عبدالرحمٰن کے متعلق لکھا ہے۔ عبدالرحمن زيد بن اسلم يروى عن ابيه احاديث موضوعة لايخفى على من تأملها من اهل الصنعة بان الحمل فيها عليه لان الجرح لااستحله تقليدًا

(۳۱) المستدرک ۲۳۰/۴ وقال الحافظ فی اللسان (۳۵۳/۱) لیث عن اسحق عن الحسن ذکرہ ابن حبان فی الثقات ولم یذکر ابن ابی حاتم فیہ جرحا وراجع لترجمۃ الجرح والتعدیل (۲۱۳/۲)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اپنے باپ سے موضوع احادیث روایت کرتا ہے اور اہلِ فن میں سے جنہوں نے ان احادیث پر تامل کیا ان پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ان احادیث میں یہی شخص مجروح ہے اور میں جرح میں تقلید کا قائل نہیں ہوں"۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تساہل اور تسامح کے ساتھ امام حاکم کے کلام میں تضاد بھی پایا جاتا ہے۔ بایں وجہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

فکان هذا من عجائب ماوقع له من التساهل والغفلة والله اعلم بالصواب

"ان سے اس قدر تساہل اور غفلت کا صدور عجیب بات ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے"

الجامع الصحیح اور تکرارِ حدیث

امام بخاری نے اپنی صحیح کی بنیاد چونکہ فقہی ابواب پر رکھی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ استنباط کے لئے مختلف ابواب میں احادیث کی تقطیع کی گئی ہے اور ایک ہی حدیث کو متعدد تراجم کے تحت مکرر لایا گیا ہے۔ حتی کہ ایک ہی حدیث کو دس سے زیادہ مرتبہ لانا پڑا ہے اور حضرت عائشہ کی بریرہ والی حدیث تو بیس سے زیادہ مرتبہ تکرار ہوگئی ہے تاہم تکرار محض استنباط تک محدود نہیں رہا بلکہ اس سے اسناد کو فروغ ہوا حدیث اور طرقِ حدیث کا احصاء ہو تا گیا اور اختلافِ الفاظ بھی سامنے آیا جو نہایتِ فوائد حدیثیہ ہیں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ الجامع الصحیح میں احادیث تو مکرر ہیں۔ لیکن کوئی حدیث بعینہ پہلے سند و متن کے ساتھ مکرر نہیں ہے بلکہ اسناد و متن میں تغایر پایا جاتا ہے۔ حتی کہ اصطلاحِ محدثین میں وہ دو حدیثیں شمار ہوتی ہیں اور اگر مخرج حدیث تنگ ہو جائے اور اسناد و متن میں شرط صحیح کے مطابق تغایر ناممکن ہو جائے تو امام بخاری حدیث کو معلق اور مختصر کردیتے ہیں' تاکہ بعینہ تکرار سے اجتناب ہوسکے۔

اس اسلوب اور تتبع کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں کہ صحیح بخاری میں شاذ و نادر کے سوا کوئی حدیث بعینہ مکرر نہیں ہے۔ الجامع الصحیح کے بعض نسخوں میں کتاب الحج "باب تعجیل الوقوف" میں امام بخاری کا مقولہ ہے۔

قال ابوعبدالله یزداد فی هذا الباب حدیث مالک عن ابن شهاب ولکن لا ارید ان ادخل معاداً

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری نے فرمایا: اس باب میں ابن شہاب کی امام مالک سے بھی حدیث آتی ہے لیکن میں اس کو تکرار کے خوف سے دوبارہ ذکر نہیں کرنا چاہتا۔"

اس پر حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

امام بخاری الجامع الصحیح میں بھی کوئی حدیث تکرار کے ساتھ عمداً" نہیں لائے اور اگر بلا قصد کوئی حدیث مکرر پائی گئی ہے تو وہ شاذونادر ہے۔ ۳۳۔

علامہ قسطلانیؒ نے حافظ ابن حجر کے ایک نوشتہ کے حوالہ سے ۲۱ حدیثیں ایسی نقل کی ہیں جن میں امام بخاری نے اس قاعدہ کی مخالفت کی ہے اور پھر ان پر ایک حدیث کا اضافہ کیا ہے ۳۴۔ اور امام بخاری کے اس "تفنن فی الروایہ" کا مشاہدہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث (من حلف علی یمین) پر نظر ڈالنے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ امام بخاری اس حدیث کو اپنی صحیح میں دس سے زیادہ مقامات پر لائے ہیں مگر ہر جگہ سند یا متن میں فائدہ حدیثیہ پایا جاتا ہے صرف دو مقام میں بعینہ مکرر ہے۔

علامہ المزی نے اطراف میں اس حدیث کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مسند میں بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے اخرجہ فی الشھادات ۲۴ (۱) عن موسیٰ بن اسماعیل عن عبدالواحد بن زیاد عن الاعمش عن شقیق عنہ (۳۶/۷) مگر زیادہ تر اس کی اسانید کو مسند الاشعث بن قیس الکندی میں مقروناً" بعبداللہ بن مسعود و مفرداً" ذکر کیا ہے۔ رواہ فی الشرب و المساقات (۲) عن عبدان عن ابی حمزہ وفی الاشخاص ـــــ وفی الشھادات (۳) عن محمد بن سلام عن ابی معاویہ ـــــ وفی الاشخاص ایضا (۴) عن بشر بن خالد عن غندر عن شعبہ ـــــ وفی النذور (۵) عن موسیٰ ـــــ وفی التفسیر (۶) عن حجاج بن المنھال کلاھما عن ابی عوانہ عن الاعمش وفی الرھن (۷) عن قتیبہ عن جریر عن منصور ـــــ وفی الایمان (۸) عن بندار عن ابن ابی عدی عن شعبۃ ـــــ وفی الاحکام (۹) عن اسحاق بن نصر کلاھما عن ابی وائل عنہ بہ اور چار دوسرے مواضع ہیں۔ علامہ مزی کے حوالہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسانید اور بعض مواضع میں متن میں قدرے تغیر ہے مگر دو مواضع میں سند اور متن ایک ہے۔

---

(۳۳) ھدی الساری ج ۱ ص ۲۶

(۳۴) مقدمہ شرح القسطلانی ۳۲۔۳۳

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"موازنہ بین الصحیحین"

بلاشبہ صحیحین کو امہات الکتب پر فضیلت حاصل ہے۔ شاہ ولی اللہ الدہلوی نے کتب حدیث کے بلحاظِ صحت چار طبقات قائم کئے ہیں اور مؤطا اور صحیحین کو طبقہ اولیٰ میں شمار کیا ہے۔ حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں

"ثم ان کتاب البخاری اصح الکتابین صحیحا واکثرھا فوائد" ۳۵۔

"پھر امام بخاری کی کتاب صحیحین میں زیادہ اعلیٰ درجہ کی ہے اور کثیر فوائد کی حامل ہے۔"

لیکن نوویؒ اور زین الدین عراقی نے اس اصحیت کو مسند احادیث کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اور تعالیق اور تراجم کی احادیث اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اس اصحیت کی وجوہ آگے ہم بیان کریں گے۔

بعض نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر مقدم رکھا ہے۔ ان میں ابن حزم میں اور حافظ ابوعلی حسین بن علی النیشابوری، امام حاکم کے شیخ ہیں۔ چنانچہ ابو علی نیشاپوری کا قول ہے:

"علم حدیث میں آسمان کے نیچے امام مسلم کی کتاب سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں۔ ۳۶۔

اور قاضی عیاض نے بیان کیا ہے کہ "ابی مروان الطبنیؒ" (۴۵۷) نے اپنے بعض شیوخ سے روایت کی ہے کہ صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فضیلت ہے۔ اور ابن مندہ نے کہا ہے۔

"علم حدیث میں آسمان کے نیچے امام مسلم کی کتاب سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں"

اور علامہ قرطبیؒ نے "مفہم شرح مسلم" کے مقدمہ میں بھی اسی قسم کا میلان ظاہر کیا ہے۔ مگر ابن حزم نے تو خود اس فضیلت کی وجہ بیان کردی ہے کہ صحیح مسلم میں مقدمہ کے بعد خالص احادیث ہی ہیں جو امام مسلم نے ایک خاص ترتیب سے جمع کردی ہیں ۳۷۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ابن حزم اصحیت کے اعتبار سے مسلم کو بخاری پر مقدم نہیں رکھتے بلکہ حدیث کے سرد (ذکر) کی وجہ سے اس کو ترجیح دیتے ہیں۔

---

(۳۵) مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۴ (۳۶) تاریخ بغداد ترجمہ مسلم (۳۷) توضیح الافکار ج ۱ ص ۴۶

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دونوں کتابوں میں اس تفاوت کی وجہ یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی "الجامع" میں فقہ الحدیث کا التزام کیا ہے لہٰذا امام موصوف تقطیعِ حدیث پر مجبور تھے تاکہ ایک ہی حدیث سے مختلف احکام کا استنباط کر سکیں اور ہر قطعۂ حدیث کو اس کی مناسب جگہ پر رکھ سکیں۔ لیکن امام مسلم کا مقصد مناسب سیاق سے احادیثِ صحیحہ کو جمع کرنا تھا۔

اور ابو علی نیشاپوری کے کلام میں مطلقاً اصحیت اور افضیلت کی تصریح نہیں ہے' بلکہ احتمال ہے اس بنا پر امام نووی لکھتے ہیں: ۳۸۔

والبخاری اصح وقیل المسلم اصح والصواب الاول

اور پھر ابو سعید العلائی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو علی نیشاپوری نے صحیح بخاری دیکھی تک نہیں وہ امام مسلم کے ہم شہر تھے اور انہوں نے صحیح مسلم پر "المستخرج" بھی لکھی ہے اسی بنا پر صحیح مسلم کی تعریف میں رطبُ اللسان ہیں اور پھر ابو احمد حاکم کبیر نیشاپوریؒ (م ۳۷۸ھ) جو ابو علی سے بڑے محدث اور اس کے شیوخ سے ہیں امام حاکم صاحب المستدرک کے بھی استاذ ہیں ---- انہوں نے صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح دی ہے۔ چنانچہ ابو احمد حاکم کبیر نیشاپوری نے (م ۳۷۸) نے صحیح بخاری کے متعلق کہا ہے: ۳۹۔ رحم اللہ محمد بن اسمعیل فانہ الف الاصول وبین للناس وکل من عمل بعدہ فانما اخذ من کتابہ کمسلم بن حجاج فانہ فرق اکثر فی کتابہ و تجلد فیہ غایۃ الجلادۃ حیث لم ینسبہ الیہ

"اللہ تعالیٰ محمد بن اسمٰعیل پر رحمت کی بارش برسائے انہوں نے اصول متعین کر دیئے اور لوگوں پر سب کچھ واضح کر دیا۔ آپ کے بعد آنیوالوں میں ہر ایک نے آپ کی کتاب سے استفادہ کیا ہے جیسا کہ مسلم بن حجاج ہیں انہوں نے اپنی کتاب میں بخاری کی صحیح کو پھیلا دیا ہے۔ ناانصافی یہ کی کہ بخاری کی طرف اس کی نسبت بھی نہیں کی۔"

اور امام دار قطنی لکھتے ہیں: ۴۰۔

وای صنع مسلم انما اخذ کتاب البخاری وعمل علیہ مستخرجاً وزیادات

(۳۸) مقدمہ شرح مسلم

(۳۹) الارشاد لابی یعلی الخلیلی المتوفی ۴۴۶ھ بحوالہ النکت لابن حجر ج ۱ ص ۲۸۶

(۴۰) النکت لابن حجر

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"اور امام مسلم نے اپنی کتاب میں جو بھی کیا، بخاریؒ سے اخذ کردہ تھا اور دراصل انہوں نے بخاری پر مستخرج لکھی ہے اور اس میں کچھ اضافہ جات بھی کئے ہیں۔"

اور امام نسائی کا مقولہ ہے

وما فی ھذا الکتاب کلھا اجود من کتاب محمد بن اسمٰعیل البخاری

"اور یہ کتاب محمد بن اسمٰعیل البخاری کی کتاب سے بہت اچھی ہے۔"

الغرض بہت سے دیگر ائمہ کبار نے بھی امام بخاری کی الجامع کی تعریف کی ہے اور صحیح مسلم پر اسے مقدم رکھا ہے۔

اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ امام بخاری امام مسلم سے زیادہ ماہر حدیث تھے اور امام مسلم نے فن حدیث امام بخاری سے ہی حاصل کیا ہے اور امام دار قطنی نے تو یہاں تک فرمایا ہے: لولا البخاری لماراح مسلم ولاجاء

"اگر امام بخاری نہ ہوتے تو مسلمؒ نہ کہیں آتے اور نہ کہیں جاتے"

مذکورہ بالا اقوال سے ظاہر ہے کہ علماءِ کبار کے نزدیک صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر فضیلت حاصل ہے۔ اب ہم اس سلسلہ میں اس ارجحیت کی وجوہ کچھ تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ ؎

(الف) اسناد صحیح کا مدار اتصال سند اور رواۃ کے عدل ہونے پر ہے اور اتصال کے سلسلہ میں امام بخاری کی شرط امام مسلم سے سخت ہے۔ امام بخاری معاصرہ کے علاوہ لقاء کی تصریح کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں لیکن امام مسلم صرف معاصرۃ اور امکانِ لقاء کو کافی سمجھتے ہیں۔ امام مسلم نے اپنی جگہ پر صحیح کہا ہے مگر امام بخاری کی شرط اتصال زیادہ واضح ہے۔

(ب) اور عدالت و ضبط کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاری چار سو پینتیس رواۃ میں امام مسلم سے منفرد ہیں جن میں سے صرف اَسّی (۸۰) رواۃ پر جرح کی گئی ہے۔ اس کے بالمقابل امام مسلم چھ سو رواۃ میں منفرد ہیں اور ان میں ایک سو ساٹھ (۱۶۰) رواۃ متکلم فیہ ہیں۔

(ج) صحیح بخاری میں جن رواۃ پر جرح کی گئی ہے ان سے امام بخاری بہت کم احادیث لاتے ہیں اور کوئی بھی ایسا صاحبِ نسخہ نہیں ہے جس سے اکثر یا کل روایات درج کردی

(ے) النکت لابن حجر ج ۱ ص ۲۸۶۔۲۸۸ و توضیح الافکار ج ۱ ص ۴۰۔۴۱

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہوں۔ ماسوائے عکرمہ عن ابن عباس کے نسخہ کے' کہ صحیح بخاری میں اس نسخہ سے روایات موجود ہیں جبکہ امام مسلم اس کی روایت مقرونا" لاتے ہیں اور امام مالک نے اس نسخہ سے روایت درج ہی نہیں کی۔ مگر عکرمہ کے متعلق مرقوم ہے

"آپ ثقہ' حافظ اور تفسیر کے عالم تھے اور ابن عمرؓ سے آپ کی تکذیب ثابت نہیں اور نہ ہی کسی بدعت کا صدور آپؒ سے ثابت ہوا ہے۔"

لیکن امام مسلم ان نسخوں سے روایات اکثر اپنی صحیح میں لے آتے ہیں مثلاً" ابوالزبیر عن جابر' سہیل عن ابیہ عن ابی هريرة' حماد بن سلمہ عن ثابت عن انس' العلاء بن عبدالرحمن عن ابیہ عن ابی هريرة وغیرھا

(د) امام بخاری جن رواۃ سے منفرد ہیں ان میں اکثر وہ ہیں جو امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں اور امام بخاری ان کے احوال اور ان کی احادیث کو خوب سمجھتے ہیں اس کے بالمقابل امام مسلم جن متکلم فیہ رواۃ سے احادیث لاتے ہیں وہ امام مسلم سے متقدم ہیں اور امام مسلم ان کے احوال سے بالمشافہ واقف نہیں ہیں بلکہ انہوں نے ان کے نسخوں سے روایات اخذ کرکے اپنی صحیح میں درج کردی ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

ولاشک ان المرء اشد معرفة بحديث شيوخه ويصحيح حديثهم من ضعيفه لمن تقدم عن عصرهم

"اور اس میں شک و شبہ نہیں کہ امام بخاری اپنے اساتذہ کی احادیث کی زیادہ معرفت رکھتے تھے اور آپ انکی احادیث میں صحیح و ضعیف کی زیادہ پہچان رکھتے تھے ان لوگوں سے جو کہ آپ سے پہلے ہو گزرے تھے"

(ھ) امام بخاری متکلم فیہ رواۃ کی احادیث متابعات اور شواہد میں لاتے ہیں جو کہ اصل کتاب کے موضوع سے خارج ہیں اس کے بالمقابل امام مسلم وہ روایات اصول میں لے آتے ہیں اور ان سے احتجاج بھی کرتے ہیں۔

ان وجوہِ خمسہ کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ صحیح بخاری اصحیت کے اعتبار سے صحیح مسلم پر مقدم ہے اور باقی ماندہ کچھ بحث صحیح مسلم پر تنقید کے سلسلہ میں درج کریں گے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ